قال رسول اللہ ﷺ أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ ملتان

لولاک

شمارہ ۵ جلد ۱۲

جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مئی جون 2008ء

خطاطینِ قرآن

بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں قادیانیت کا احتساب

صوفی عبدالحمید سواتی، مولانا سید انظر شاہ کشمیری کی رحلت

نئی حکومت نیا عدالتی فیصلہ

قادیانیوں کی دربدر کہ مہم

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ ۵ ● جلد ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مدیر منتظم: حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122-4583486-061

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں قادیانیت کا احتساب	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	3
نئی حکومت...... نیا عدالتی فیصلہ	〃 〃 〃	3
وفیات	〃 〃 〃	4

مقالات ومضامین

خطاطین قرآن	سید نفیس الحسینیؒ	6
ناقابل فراموش	مولانا محمد اکرم طوفانی	27
دین پور شریف	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	29
تذکرہ اکابر	مولانا غلام رسول دین پوری	31
کامیابی کا واحد راستہ	حافظ مبشر محمود	32
کاروان ختم نبوت	مولانا محمد عارف شامی	33
قاری امیر الدین سندھی	مولانا خالد حسینی	38
حاجی آغا شاہ محمد	فیاض حسن سجاد	40

ردقادیانیت

حیات عیسیٰ علیہ السلام	پروفیسر شجاعت علی مجاہد	42
قادیانیوں کی در پردہ مہم	مولانا زاہد الراشدی	46
قادیانی شرارتیں	مولانا محمد علی صدیقی	49

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	50
تبصرہ کتب	مولانا غلام رسول دین پوری	53
مولانا عبدالرحیم اشعر	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں قادیانیت کا احتساب!

عالمی خبروں سے معلوم ہوا کہ بنگلہ دیش میں حکومت نے قادیانی کتب کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی تھی۔ اسے قادیانی جماعت نے ڈھاکہ ہائیکورٹ میں چیلنج کر رکھا تھا۔ اب ہائیکورٹ نے بھی حکومتی پابندی کے خلاف قادیانی درخواست خارج کر دی ہے اور اسی طرح قادیانیوں کے خلاف انڈونیشیاء کے عوام مسلمانوں کے مطالبہ پر تمام قادیانی عبادت گاہوں کو سیل کر دیا گیا تھا۔ قادیانیوں نے بعض شرائط کے تحت پابندی نرم کرانے کی کوشش کی اور حکومتی شرائط کو تسلیم کر کے بعض رعایات بھی حاصل کیں۔ لیکن انڈونیشیاء کی دینی قیادت اس پر مطمئن نہیں۔ احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ انڈونیشیاء میں بنگلہ دیش کی طرف قادیانیت کا دھڑن تختہ ہونے والا ہے۔

نئی حکومت ...... نیا عدالتی فیصلہ

الحمدللہ! الیکشن کے بعد وفاقی حکومت اور چاروں صوبوں میں نئی حکومتیں قائم ہوگئی ہیں۔ نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے اجلاسوں سے قبل پرویزی دور حکومت میں بے لگام ہونے والی ایجنسیوں نے لاہور اور کراچی میں آگ اور خون کے دریا بہا دیئے۔ اسٹیبلشمنٹ ان دھماکوں اور زندہ آگ میں جلانے کے واقعات سے نئی بننے والی حکومت کو اپنے ماتحت رہ کر کام کرنے کے لئے ہموار کرنا چاہتی ہے۔ نئی حکومت چار جماعتی اتحاد سے بنی ہے۔ اس وقت تک کوئی قابل ذکر کارنامہ تو سامنے نہیں آیا۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ مختلف اداروں میں براجمان فوجی افسران واپس ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ عدالتی بحران تادم تحریر حل نہیں ہوا۔ چار جماعتی اتحادی حکومت اس بارہ میں مکمل ہم آہنگی کے باوجود بعض جزوی تحفظات کا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک و ملت کے لئے بہتر حالات پیدا فرمائیں۔

اس دوران میں ایک واقعہ یہ رونما ہوا۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں کہ پرویزی دور حکومت میں الیکشن لڑنے کے لئے گریجویشن کی شرط عائد کر دی تھی۔ اس شرط کو ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔ ہائیکورٹ نے اس شرط پر عدالتی مہر ثبت کر دی۔ سپریم کورٹ نے توثیق سے سرفراز فرمایا۔ چونکہ یہ شرط جناب پرویز مشرف نے عائد کی تھی۔ ان کی خوشنودی کے لئے عدالت عالیہ، و عدالت عظمیٰ نے عدالتی مہر سے اس کی افادیت کو اجاگر کیا۔ اب نئی حکومت میں ایک صاحب اس شرط پر پورے نہیں اترتے۔ اس کے لئے پھر سپریم کورٹ نے کمال شفقت سے اپنے پہلے فیصلہ پر خط تنسیخ کھینچ کر بی۔ اے کی شرط کو غیر ضروری و غیر آئینی قرار دے دیا۔ دونوں فیصلے سپریم کورٹ کے ہیں۔ ایک میں بی۔ اے کی شرط ضروری، دوسرے فیصلہ میں غیر ضروری۔ دونوں پر عدالت عظمیٰ کی مہر کی عظمت کی روشنائی بڑی چمک دمک سے پڑھنے والوں کو حیرت زدہ کر رہی ہے۔ پہلا اور دوسرا فیصلہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

اس سے عدالت کے وقار میں جتنا اضافہ ہوا۔ اس سے کہیں زیادہ وہ خراج تحسین کی مستحق ہے۔ مرداں چنیں کنند! زندہ باد سپریم کورٹ آف پاکستان۔ پہلے فیصلہ کے بعد بلدیاتی الیکشن میں وہ ہزاروں رہنما جو سندیں نہ ہونے کے باعث الیکشن میں بطور امیدوار حصہ نہ لے سکے۔ انہیں جو اذیت ہوئی اور جس محرومی سے وہ دوچار ہوئے۔ ان کا خون دل کس کے ہاتھوں پر تلاش کیا جائے۔ خداوند کریم ہمارے ملک کو نت نئے تجربوں سے نجات نصیب کر کے ترقی کی راہ پر گامزن فرمائے۔ آمین! آج ۲۷ر اپریل کی خبر ہے کہ صدر مملکت لاہور تشریف لائے۔ ائیر پورٹ پر وزیراعلیٰ، کوئی صوبائی وزیر، چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری کوئی موجود نہ تھے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ’’وتعز من تشاء وتذل من تشاء‘‘ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائیں۔ آمین!

مفسر قرآن مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کا وصال

۶ر اپریل کو جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے بانی ومہتمم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔ ان کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔ آپ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ نصف صدی سے زائد آپ نے علوم اسلامیہ کی تدریس وترویج میں گذارے۔ ہزاروں بندگان خدا نے آپ سے فیض حاصل کئے۔ تحریکہائے ختم نبوت میں گوجرانوالہ کے تمام کام کی آپ نے سرپرستی کی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تمام دینی جماعتوں کی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی بھی بھرپور سرپرستی فرماتے تھے۔ ان کی وفات سے جو خلاء واقع ہوا ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے صاحبزادگان، مولانا محمد فیاض خان، مولانا محمد ریاض خان، مولانا محمد عرباض خان کو اُسے پر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دعاگو ہے کہ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

مولانا حافظ محمد ثاقب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے بزرگ رہنما مولانا حافظ محمد ثاقب صاحب کی اہلیہ محترمہ ۱۱ر اپریل کو بقضائے الٰہی انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ عابدہ، زاہدہ، پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ تلاوت کلام اللہ ان کے معمولات میں شامل تھا۔ درود شریف پڑھنا ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔

مولانا مسعود احمد راشدیؒ کا انتقال

۸ر اپریل کو بورے والا میں مولانا مسعود احمد راشدی انتقال فرماگئے۔ مولانا مسعود احمد راشدی، حضرت مولانا شیخ احمد شہیدؒ بورے والا کے صاحبزادے تھے۔ مولانا شیخ احمد صاحب مجلس احرار کے ممتاز رہنما اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ارکان میں سے تھے۔ مولانا مسعود احمد راشدیؒ نے پاکپتن میں ایک جھوٹے مدعی نبوت کو مناظرہ کے دوران واصل جہنم کیا اور تین سال پس دیوار زنداں گذارے۔ آپ نے اندرون وبیرون ملک تبلیغ اسلام کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ اپنے والد گرامی کی قائم کردہ مسجد میں ربع صدی تک خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اٹھاون سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے اور

پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک غم ہے۔

قاری حبیب الرحمٰن کا وصال

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز اور جامع مسجد امن باغبانپورہ کے بانی حضرت مولانا محمد اسحق قادریؒ کے بڑے صاجزادے قاری حبیب الرحمٰن بقضائے الٰہی ۲۲؍اپریل کو انتقال فرماگئے۔ آپ شریعت کونسل کے مرکزی رہنما مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر کے بڑے بھائی تھے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔ ادارہ لولاک مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر اور مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

اورنگزیب اعوان کی والدہ کا انتقال

ہری پور ہزارہ میں جناب اورنگزیب اعوان کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ ادارہ لولاک اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محترم اورنگزیب اعوان کے اس صدمہ میں برابر کے شریک غم ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین! ماہنامہ لولاک کے ایڈیٹر حافظ مبشر محمود نے بھی مرحومہ کے افراد خاندان سے تعزیت کرتے ہوئے ان کی وفات کو خاندان کے لئے بہت بڑا حادثہ قرار دیا ہے۔

مولانا عبدالحمید خطیب لاہور کا انتقال

جامع مسجد بادامی باغ لاہور کے خطیب حضرت مولانا عبدالحمید ۲۲؍اپریل کو گردوں کے عارضہ میں وصال فرماگئے۔ مرحوم جامعہ مخزن العلوم خانپور کے فاضل، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے نامور شاگرد تھے۔ زندگی بھر جمعیت علماء اسلام کی ترقی وتنظیم کے لئے سرگرم عمل رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے انہیں والہانہ تعلق تھا۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

مولانا سید انظر شاہ کشمیری کا انتقال پرملال

شیخ الاسلام، حجۃ اللہ علی الارض، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے صاجزادہ حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری ۲۶؍اپریل کو دہلی میں انتقال فرماگئے۔ مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ بہت بڑے عالم، مصنف اور خطیب تھے۔ برطانیہ، بنگلہ دیش، پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں میں بارہا آپ تشریف لائے۔ اپنے والد گرامی کے علوم کے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے بعد امین اور ترجمان تھے۔ بہت ہی عملی شخصیت تھے۔ مربوط گفتگو کے ماہر تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں عرصہ تک اعلیٰ درجہ کے مدرس رہے۔ وقف دارالعلوم دیوبند میں اس وقت شیخ الحدیث کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ حق تعالیٰ نے انہیں علم وفضل کی نعمتوں سے مالا مال کیا تھا۔ وہ کیا گئے کہ ان کے جانے سے علم وفضل کی رونقیں ماند پڑگئیں۔ حق تعالیٰ اپنی شایان شان ان کے سفر آخرت کو مبارک فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

خطاطین قرآن!

حضرت سید نفیس الحسینیؒ

عہد نبوت سے آٹھویں صدی ہجری کے آغاز تک

بعثت نبوی کے وقت قریش میں خط قیرا موز رائج تھا۔ اس لئے مکہ معظمہ میں جس قدر کتابت وحی ہوئی وہ اسی خط میں ہوئی۔ مدینہ منورہ میں خط حیری لکھا جاتا تھا۔ چنانچہ ہجرت کے بعد کتابت وحی خط حیری میں ہونے لگی۔

حضرت خالد بن سعید بن ابی العاصؓ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے بسم اللہ میرے والد ماجد نے لکھی۔ یہ ربیع الاوّل ۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ اس لحاظ سے خالدؓ بن سعید وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں سب سے پہلے کتابت وحی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت خالد پانچویں مسلمان تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ راوی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ مجھے بلاتے۔ میں لوح وغیرہ لے کر حاضر خدمت ہوتا۔ اس پر لکھاتے اور پھر سنتے۔ اگر کوئی غلطی ہوتی تو آپ ﷺ صحیح کرا دیتے۔ پھر میں اس کو لوگوں میں لاتا تھا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ جب آیت ''لا یستوی القاعدون'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کاتب کو بلاؤ۔ وہ تختی، دوات اور قلم وغیرہ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ آیت لکھو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد حلقہ کئے لکھ رہے تھے۔ جو آیات قرآنی رسول اللہ ﷺ کاتبوں سے لکھاتے تھے۔ دوسرے صحابہ بھی اپنے واسطے لکھتے تھے۔

آخری وحی ۳ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری کو خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ وحی حضرت ابی بن کعبؓ نے لکھی۔ اس کے بعد نزول وحی کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

کاتبان نبی ﷺ

جناب رسول اللہ ﷺ کے کاتبان کی تعداد مختلف روایتوں کے مطابق کم و بیش پچاس ہے جن میں سے مشہور تر یہ ہیں:

۱...... ابان بن سعید بن العاص	۴...... ابوسفیان
۲...... ابوایوب انصاری	۵...... ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد
۳...... ابوبکر صدیق	۶...... ابی بن کعب
۷...... الارقم بن ابی الارقم	۲۸...... عبداللہ بن الارقم
۸...... بریدہ بن الحصیب الاسلمی	۲۹...... عبداللہ بن ابی بکر
۹...... ثابت بن قیس الانصاری	۳۰...... عبداللہ بن خطل

۱۰......	جعفر	۳۱......	عبداللہ بن رواحہ
۱۱......	جہم بن سعد	۳۲......	عبداللہ بن زید بن عبدربہ
۱۲......	جہیم بن الصلت القرشی	۳۳......	عبداللہ بن سعد بن ابی السرح
۱۳......	حاطب بن عمرو القرشی	۳۴......	عبداللہ بن عبداللہ بن سلول
۱۴......	حذیفہ بن الیمان	۳۵......	عثمان بن عفان
۱۵......	حصین بن نمیر	۳۶......	عقبہ
۱۶......	حنظلہ بن الربیع	۳۷......	العلاء الحضرمی
۱۷......	حویطب بن عبدالعزی	۳۸......	العلاء بن العقبہ
۱۸......	خالد بن سعید بن العاص	۳۹......	علی بن ابی طالب
۱۹......	خالد بن الولید	۴۰......	عمر بن الخطاب
۲۰......	الزبیر بن العوام	۴۱......	عمرو بن العاص
۲۱......	زید بن ثابت	۴۲......	محمد بن مسلمہ
۲۲......	السجل	۴۳......	معاذ بن جبل
۲۳......	سعید بن سعید بن العاص	۴۴......	معاویہ بن ابی سفیان
۲۴......	شرجیل بن حسنہ	۴۵......	معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی
۲۵......	طلحہ بن عبیداللہ	۴۶......	المغیرہ بن شعبہ
۲۶......	عامر بن فہیرہ	۴۷......	نصرانی من بنی النجار
۲۷......	العباس	۴۸......	یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اجمعین

(کتاب النبی ﷺ تالیف الدکتور محمد مصطفیٰ الاعظمی ص۱۱۳،۱۱۴،۱۱۵)

بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں قرآن جمع کیا۔ ان کا کوئی شمار نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں قرآن پاک کے لکھے ہوئے نسخے عام طور پر صحابہ کرامؓ کے پاس موجود تھے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے خود لکھے اور اکثر نے لکھوائے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ نے قرآن پاک لکھوائے اور یہ سب دیکھ کر تلاوت کیا کرتی تھیں۔ (کنزالعمال)

حضرت عائشہؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابویونس سے قرآن پاک لکھوایا۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ بن رافع نے حضرت حفصہؓ کے لئے قرآن پاک لکھا۔

عرب کے مشہور شاعر حضرت لبیدؓ جب مسلمان ہوگئے تو انہوں نے قرآن نویسی کا شغل اختیار کیا۔ (جمہرۃ) حضرت ناجیۃ الطفاوی عمر بھر قرآن پاک کی کتابت کرتے رہے۔ (استیعاب)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے چار مرتبہ قرآن پاک لکھا جن میں ایک حضورﷺ کی حیات مبارکہ میں تحریر کیا۔ دوسری بار مکمل قرآن بہ ترتیب نزول تیسری بار عہد صدیقی اور چوتھی مرتبہ عہد عثمانی میں لکھا۔

خلافت صدیقیؓ

حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکرؓ کے حکم سے چمڑے کے ٹکڑوں پر قرآن پاک لکھا۔ یہ قرآن پاک خط حیری میں لکھا گیا۔ اس نسخے کو ام کہتے ہیں۔ امام ابن حزمؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں لوگوں کے پاس بکثرت قرآن پاک موجود نہ ہوں۔ عہد صدیقی کے ایک مصحف کا ورق جس پر سورہ جن کی آیات لکھی ہوئی ہیں یورپ کے مشہور کتب خانہ بوڈولین لائبریری میں موجود ہے اور بھی مصاحف اس عہد کے وہاں ہیں۔

خلافت فاروقیؓ

حضرت عمرؓ کے عہد میں صرف مصر، عراق، شام اور یمن وغیرہ میں قرآن پاک کے ایک لاکھ سے زائد نسخے موجود تھے۔

خلافت عثمانیؓ

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کی حیات مبارکہ میں میں نے قرآن جمع کیا۔ ۲۵ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے بارہ آدمی مامور فرمائے جن میں حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت سعیدؓ بن العاص، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حارث بن ہشام، عبداللہؓ بن زبیر بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے قرآن پاک کی تدوین کی اور لغت قریش پر یہ نسخہ تیار کیا۔ اس لئے حضرت عثمانؓ جامع القرآن مشہور ہوئے۔ اس نسخے سے پھر سات نسخے تحریر کئے گئے جو مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ، یمن، شام اور بحرین ارسال کئے گئے۔

خلافت علویؓ

عہد عثمانی تک جس قدر قرآن لکھے گئے وہ سب خط حیری میں تھے۔ حضرت امیرالمومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں آپ کے ندیم خاص اور نامور شاگرد ابوالاسود الدوئلی (م ۶۹ ہجری) نے رسم خط میں ترمیم کی اور قرآن شریف میں اعراب بھی لگائے۔ ابوالاسود کے چار شاگرد ہوئے۔ نصر بن عاصم، یحییٰ بن یعمر عدوانی، میمون بن اقرن، عتبہ بن معوان فہری۔ یہ سب خطاط تھے۔

عہد بنوامیہ

حضرت معاویہؓ کے زمانے میں قطبہ کاتب تھے۔ انہوں نے آب زر سے قرآن پاک لکھا۔ ولید بن عبدالملک (م ۹۶ ہجری) کے عہد میں خالد بن ابی الہیاج مشہور خطاط قرآن تھے۔ انہوں نے مسجد نبوی پر سورۃ الشمس آب زر سے لکھی۔ وہ خط کوفی کے مصلح مانے جاتے ہیں۔ وہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے تک حیات تھے۔ حضرت عمر

بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے خالد نے ایک مطلا قرآن مجید کتابت کیا۔ جب خالد نے کلام اللہ لکھ کر پیش کیا تو حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ اس کا خط دیکھ کر حیران رہ گئے۔ مصحف مبارک کو بوسہ دیا اور سر پر رکھا۔ سوچا کہ اس کمال خط اور نفاست کتابت کا ہدیہ یا انعام دیں۔ مگر جب شایان شان کچھ سمجھ نہ آیا تو اصل قرآن پاک ہی بطور ہدیہ جناب خالدؒ کو دے دیا۔ حسن بصریؒ، ابویحییٰ مالک بن دینارؒ، سامہ بن لوی بن غالب بھی اسی دور کے مشہور کاتبان قرآن تھے۔

عہد عباسیہ

ابوالعباس سفاح بانی دولت عباسیہ کے عہد میں ضحاک بن عجلان شامی قرآن پاک کے مشہور خطاط تھے۔ انہوں نے قطبہ کی طرز نگارش میں اصلاحات کیں۔ ضحاک ۱۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ اسی عہد کے مشہور کاتب اسحٰق بن حماد تھے۔ انہوں نے ضحاک کے خط میں ترمیم کی۔ یہ مہدی عباسی کے عہد تک زندہ تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں خشنام بصری اور مہدی کوفی مشہور کاتب قرآن تھے۔ مامون الرشید کے زمانے میں علم خط کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ مامون الرشید کے استاد امام کسائیؒ (م ۱۸۲ ہجری) نحو، ادب، قرأت اور علم خط کے امام تھے۔ انہوں نے خط میں خاص اصلاحات کیں۔ ان کا اصلاح کردہ خط اس قدر مقبول ہوا کہ قرآن پاک کی کتابت اسی خط میں ہونے لگی۔ اہل کوفہ نے اس خط کو بہت پسند کیا۔

عالم اسلام کے سب سے مشہور خطاط ابن مقلہ بیضاوی، شیرازی الاصل ۲۱ رشوال ۲۷۲ ہجری کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہیں فارغ التحصیل ہوئے۔ جامع علوم وفنون تھے۔ علم فقہ، تفسیر، تجوید، ادبیات، شعر انشاء پردازی اور خوشنویسی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ابن مقلہ نے فن خطاطی میں بڑا انقلاب پیدا کیا۔ انہوں نے چھ خطوط ثلث، نسخ، توقیع، رقاع، محقق اور ریحان ایجاد کئے۔

خط نسخ قرآن مجید اور دیگر کتب کے لئے نہایت مقبول ہوا۔ ابن مقلہ نے اس نام کا خط بدیع رکھا تھا۔ مگر کتابت قرآن مجید کے لئے خاص ہونے کی وجہ سے خط نسخ مشہور ہو گیا۔ اس خط کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ تمام عالم اسلام میں قرآن پاک اسی خط میں لکھے جاتے ہیں۔ ابن مقلہ نے چھپن برس کی عمر پائی۔ ۱۰ رشوال ۳۲۸ ہجری (۲۰ جولائی ۹۴۰ء) کو انہیں خلیفہ الراضی باللہ نے قتل کرا دیا۔ ابن مقلہ نے تین مکمل قرآن مجید یادگار چھوڑے۔ ’’رضا لائبریری رامپور‘‘ میں ابن مقلہ کا تحریر کردہ ایک مصحف مبارک بیان کیا جاتا ہے۔

ابن مقلہ کے بعد ابوالحسن علی بن ہلال البغداری المعروف بہ ابن البواب قرآن پاک کے شہرہ آفاق خطاط تھے۔ وہ ۳۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۴۳۱ ہجری میں عباسی خلیفہ القادر باللہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے جوار میں مدفون ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ۶۴ قرآن پاک تحریر کئے۔ ابن البواب نے ابن مقلہ کے شاگرد عبداللہ بن اس بن علی القاری سے یہ فن سیکھا تھا۔ ان کے بعد خطاط قرآن یاقوت بن عبداللہ الرومی المستعصمی (م ۶۹۱ ہجری) کا نام نامی آتا ہے۔ انہوں نے ابن البواب کے فن کو کمال عروج پر پہنچا دیا۔ ان کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخے دنیا کے متعدد کتب خانوں میں ہیں۔ یاقوت مستعصمی کا فیضان پورے عالم اسلام میں جاری ہوا۔ ان کے چھ شاگرد تھے۔

ارغون بن عبداللہ کابلی، یوسف مشہدی، نصراللہ طبیب ملقب بہ صدر عراقی، شیخ زادہ احمد سہروردی، مبارک شاہ زریں، قلم بن قطب تبریزی، سید حیدر جلی نویس، سید حیدر جلی نویس کے نامور شاگرد مولانا عبداللہ صیرفی تھے۔
''حالات ہزوراں'' میں ہے ''سلسلۂ شاگردی خطاطان خراسان، بخواجہ عبداللہ صیرفی می رسد'' مولانا عبداللہ صیرفی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ برصغیر پاک وہند میں بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا صیرفی سلطان ابوسعید خدابندہ (م۷۳۶ہجری) کے معاصر تھے۔

برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی آمد اور کتابت قرآن پاک کی تاریخ یکساں پرانی ہے۔ لیکن دیگر علوم وفنون کی طرح کتابت قرآن میں فن خطاطی کی تابندگی ورعنائی مغلیہ عہد میں پیدا ہوئی۔ مغل بادشاہوں اور شہزادوں نے اس عروس الفنون کی زلفیں سنواریں۔ ان کی شہرہ آفاق قدر دانی علم وہنر دور دور ممالک سے اہل کمال کو کشاں کشاں ہندوستان لے آئی۔

مغلیہ دور برصغیر پاک وہند میں فن خطاطی کا عہد زریں ہے۔ یہ اسی دور برکت وسعادت کی کرشمہ کاریاں ہیں کہ طواف الملوکی اور فرنگی دور سے گزر کر آج بھی اس فن کا پھریرا پوری شان سے لہرا رہا ہے۔ خطاطان قرآن پاک نے کلام اللہ کو ہر قسم کی تغیر وتحریف سے محفوظ رکھنے کے سلسلے میں جو بے پایاں خدمات سرانجام دی ہیں ان کا تقاضا تھا کہ ان باکمالوں کے نام تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دیئے جائیں۔ اسی مقصد اور جذبہ کے تحت برصغیر پاک وہند کے ان خطاطان قرآن کا اجمالی تذکرہ پیش کیا جارہا ہے:

سلطان ابراہیم غزنویؒ

بن سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنویؒ۔ یہ نہایت نیک اور بہادر تھے۔ خوشنویسی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ ہر سال اپنے ہاتھ سے دو قرآن پاک لکھتے تھے۔ ایک مدینہ منورہ بھیجتے اور دوسرا مکہ معظمہ۔ تقریباً چالیس برس انہوں نے حکومت کی۔ ۴۹۲ہجری میں وفات پائی۔ (اردو ترجمہ نزہۃ الخواطر)

سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان التتمش بادشاہ دہلی

یہ فرشتہ سیرت بادشاہ اپنے فرصت کے اوقات کتابت کلام پاک میں صرف کرتا تھا۔ مورخ برنی کا بیان ہے کہ: ''بیشتر نفقہ خود از وجہ کتابت مصحف ساختے۔'' جب سلطان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخوں کو ہدیہ کرنے کے لئے بازار میں بھیجا جاتا تو کاتب کا نام خریدار سے پوشیدہ رکھا جاتا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص زیادہ قیمت دے کر خریدنے کی کوشش کرے۔ ایک مرتبہ ایک امیر نے جس کو کسی طرح یہ راز معلوم ہو گیا تھا معمول سے زیادہ زر ہدیہ دیا تو سلطان کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ ایسی صورت میں قوت حلال میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ ''طبقات اکبری'' میں ہے کہ سلطان ایک سال میں کلام پاک کے دو نسخے تیار کر لیتا تھا۔ سلطان کے انتقال کے تقریباً سو سال بعد تک یہ نسخے دہلی میں موجود تھے۔ ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ: ''قاضی کمال الدین نے سلطان کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف مجھے دکھایا۔ خط اچھا تھا اور کتابت منشیانہ تھی۔ ۶۶۴ہجری میں وفات پائی۔

مولانا جلال الدین مانکپوریؒ

مولانا حسام الدین مانکپوری قدس سرہ کے جد بزرگوار ہیں۔ عالم وعابد اور صابر ومتقی تھے۔ ”تذکرہ علمائے ہند“ میں ہے کہ: ”خوردن او از کسب کتابت بود مصحف می نوشت وبدہلی می فرستاد، بہ پانصد تنکہ ہدیہ می شدی“ اسی تذکرہ میں ہے کہ: ”ہرگز بے وضو قلم نگرفتے۔“ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے خلیفہ شیخ محمد سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔

عبداللہ ہراوی

قرآن پاک کے سرآمد روزگار خطاط گزرے۔ انہوں نے یاقوت کے طرز تحریر کو یہاں تک اپنایا کہ خط میں تمیز مشکل ہوتی تھی۔ ایک عرصہ تک بغداد میں رہے۔ پھر تباہی بغداد کے بعد ہندوستان آگئے۔ یہاں امراء، وزراء کے مقرب ہوگئے۔ ایک عرصہ کے بعد ہندوستان سے وطن واپس پہنچے اور چھیاسی سال کی عمر میں ۸۸۰ ہجری میں وفات پائی۔ اس نادر روزگار خطاط نے ۴۵ قرآن مجید اپنی یادگار چھوڑے۔ وہ ایک عمدہ شاعر بھی تھے۔ (پیدائش خط وخطاطان ص ۱۹۶)

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ

بابر بادشاہ ایک عمدہ خطاط بھی تھے۔ ان کا خط خط بابری کہلاتا ہے۔ تیموریوں کی یہ عام رسم تھی کہ وہ قرآن پاک اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھیج دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بابر کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک وہاں نذر کیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی کے قول کے مطابق یہ قرآن مجید خاص خط بابری میں لکھا گیا تھا۔ بابر کا سلسلہ تلمذ میر علی تبریزی سے جاملتا ہے۔

سلطان مظفر الحلیم گجراتی

بن محمود بن احمد بن محمد بن مظفر۔ گجرات کے سلطان عادل تھے۔ ۲۰ رشوال ۸۷۵ ہجری مطابق ۱۴۷۰ء کو گجرات (ہند) میں پیدا ہوئے۔ آپ محدث وفقیہ اور حافظ کلام اللہ تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے اور باجماعت نماز ادا فرماتے۔ آپ نے دو قرآن پاک بخط جلی آب زر سے لکھ کر حرمین شریفین بھجوائے۔ ۹۳۲ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء میں آپ نے وفات پائی۔

عبدالکریم

بن رکن الدین۔ ان کا تحریر کردہ ایک قلمی قرآن پاک سید محمد بیدری صاحب حال مقیم کراچی کے پاس موجود ہے۔ جو بعہد جہانگیری ۱۰۲۵ ہجری میں مکمل ہوا ہے۔ یہ بطرز یاقوت کتابت کیا گیا ہے۔ اس میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع یاقوت کے پانی سے لکھا گیا ہے۔ پورے کلام پاک کا حاشیہ آب زر سے مرصع ہے۔

شہزادہ پرویز

مغل بادشاہ نورالدین جہانگیر کے فرزند دوم تھے۔ ۹۹۸ ہجری میں کابل میں پیدا ہوئے۔ تذکرہ خوشنویساں میں غلام محمد ہفت قلم دہلوی نے لکھا ہے کہ:'' درعلم عربی وفارسی ونوشتن خطوط بغایت آراستہ وپیراستہ بود۔ اکثر اوقات را بکتابت کلام اللہ صرف می نمود'' ۱۰۳۵ ہجری میں بمقام برہانپور انتقال ہوا۔

عبدالباقی یاقوت رقم

اصل نام عبداللہ تھا۔ مگر عبدالباقی مشہور ہوئے۔ شاہجہانی عہد میں ایران سے ہندوستان آئے۔ اس دور کے تمام نسخ نویسوں سے گوئے سبقت لے گئے۔ خط نسخ کو طرز خاص سے آرائش زینت دے کر عروس الخط بنادیا۔ تذکرہ خوشنویساں میں ہے کہ:'' درہندوستان آمدہ بجناب شہزادہ اورنگ زیب بہادر نوشتہ خود قرآن سی ورقی وکلام اللہ وصحیفہ وغیرہ گزرانیدہ مخاطب بہ یاقوت رقم شدہ'' ہندوستان میں ایک عرصہ قیام کرنے کے بعد اپنے وطن چلے گئے۔ یہاں انہوں نے اپنے چند شاگرد یادگار چھوڑے۔ جن میں شہرہ آفاق خطاط محمد عارف المخاطب بہ یاقوت رقم خاں بھی شامل ہیں۔

حافظ محمد حسین لاہوری

حافظ صاحب نے تیس ورق پر مشتمل ایک نسخہ قرآن اس محنت سے تحریر کیا کہ ہر صفحہ کی پہلی سطر کے علاوہ باقی تمام سطور حرف الف سے شروع ہوتی تھیں۔ اسی طرح انہوں نے قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھا۔ یہ بھی تیس ورق پر مشتمل تھا اور اس میں یہ صنعت ملحوظ رکھی گئی تھی کہ پہلی سطر کے علاوہ باقی تمام سطور'' واؤ'' سے شروع ہوتی تھیں۔ محمد طاہر بن عبدالقادر کردی نے اپنی تالیف'' تاریخ الخط العربی وآدابہ'' میں مذکورہ دونوں نسخوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ دونوں نسخے آج سے چالیس سال پہلے تک مدینہ منورہ میں روضۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں موجود تھے۔ حافظ محمد حسین ۱۰۸۰ ہجری تک زندہ تھے۔ ان کے فرزند محمد روح اللہ لاہوری بھی کاتب قرآن تھے۔

محمد روح اللہ لاہوری

بن حافظ محمد حسین لاہوری ۱۱۰۹ ہجری میں انہوں نے ایک نسخہ قرآن پاک پچاس دن میں تحریر کیا۔ یہ نسخہ مثمن شکل میں ۳۰۵ صفحات پر مشتمل تھا۔ اسی طرح انہوں نے تیس ورق پر مشتمل ایک نسخہ قرآن کریم تحریر کیا جس میں مذکورہ بالا صنعت کا التزام کیا۔ بقول مولف'' تاریخ الخط العربی وآدابہ'' یہ نسخہ دارالکتب العربیہ (قاہرہ) مصر میں موجود ہے۔

سید عنایت اللہ حسینی

بن سید محمد بن سید الہداد بن سید موسیٰ بن امام سید ظہیرالدین خجندی۔ آپ کے جدامجد حضرت سید ظہیرالدین مع فرزند سید موسیٰ خجند سے ہند تشریف لائے۔ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہیں

آپ کی ولادت ہوئی۔ سن شعور کے بعد والد ماجد اور علماء کی خدمت میں کتب متداولہ سے فارغ ہوئے۔ ۱۰۵۹ ہجری میں بالاپور برار تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد برہانپور چلے۔ وہاں شیخ ابوالمظفر صوفیؒ خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ جوہر قابل تھے۔ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ قرآن پاک کے خطاط بھی تھے۔ آپ نے ۱۸ قرآن پاک تحریر فرمائے۔ ۲۵ رصفر ۱۱۱۷ ہجری کو آپ نے وفات پائی۔ مدفن بالاپور برار میں مرجع خلائق ہے۔ میر آزاد بلگرامیؒ نے قطعہ تاریخ وفات لکھا اور اس مصرع سے تاریخ نکالی: ''قطب اقطاب رفتہ زیں عالم''

دارالشکوہ

بن شاہجہان بادشاہ باکمال مصنف، شاعر اور خطاط تھے۔ امام الخطاطین آقا عبدالرشید دیلمی کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ ''تذکرہ خشنویساں'' میں ہے: ''دارالشکوہ پسر شاہجہان بادشاہ شاگرد عبدالرشید آقاست بردیہ آقا عبدالرشید کسے مثل او نوشتہ باشد'' دارالشکوہ نسخ و نستعلیق دونوں میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کلام پاک کا نسخہ عزیز باغ لائبریری دکن میں ہے جس کے حروف شروع سے آخر تک سنہرے ہیں۔ ایک مطلا پنج سورۃ کا نسخہ بخط نسخ اور ایک ''دہ پندار سطو'' کا نسخہ بخط نستعلیق وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ میں محفوظ ہیں۔

سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیرؒ

یہ درویش صفت اور ولی سرشت بادشاہ قرآن پاک کا بلند پایہ خطاط تھا۔ ''مرآۃ العالم'' میں ہے کہ انہوں نے حاجی قاسم تلمیذ فتح اللہ شیرازی سے خط نسخ کی تعلیم حاصل کی۔ مآثر عالمگیری میں ہے کہ انہوں نے دو قرآن پاک مطلا و مذہب تحریر فرما کر حرمین شریفین ارسال کئے۔ ''بزم تیموریہ'' میں ہے کہ ان کا ایک قلمی قرآن پاک سلطان ٹیپو شہیدؒ کے علمی خزانہ کا گوہر نایاب تھا جو اعلیٰ خطاطی کے علاوہ بہترین جلد بندی کا بھی نمونہ تھا۔ جس کی آرائش پر نوے ہزار روپیہ صرف ہوا تھا۔ یہ نسخہ اب انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے۔ ''مآثر عالمگیری'' میں ہے کہ سلطان عالمگیرؒ نے شہزادگی کے زمانے میں ایک قرآن پاک لکھ کر دیگر تحائف اور ایک خطیر رقم بطور نذر کے ساتھ حرم مکہ معظمہ مشرفہ زاداللہ قدراً وجلالاً روانہ کیا۔ پھر تخت نشینی کے بعد ایک اور نسخہ کلام پاک تحریر کر کے مدینہ منورہ بھیج کر حرم نبوی ﷺ میں بطور نذرانہ پیش کیا۔ اس نسخہ کی جلد بندی اور جدول کی زیب و زینت پر مبلغ سات ہزار روپیہ صرف ہوا۔ سلطان عالمگیرؒ نے صرف رضائے الٰہی کی خاطر یہ نسخے تحریر فرمائے۔ چنانچہ ''رقعات عالمگیری'' میں ہے کہ: ''من یک دو مصحف کہ نوشتہ ام نام نوشتہ ام۔ تاریخ ہم نوشتن درکار نیست۔ اگر برائے او سبحانہ نوشتہ ام۔ علم او حسبی وکفی'' ۹۲ سال کی عمر میں اس بادشاہ خدا آگاہ نے ۲۸ رذیقعدہ ۱۱۱۸ ہجری مطابق ۲۱ رفروری ۱۷۰۷ء کو وفات پائی۔ حضرت شاہ زین الدین چشتی دولت آبادی قدس سرہ کے جوار میں حسب وصیت سپرد خاک ہوئے۔

حاجی محمد اسماعیل ماژندرانی

سلطان اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں شاہی فرمان نویس تھے۔ ''روشن قلم'' کے خطاب سے سرفراز تھے۔

مآ ثر عالمگیری میں ہے کہ: ''سرآمد خوشنویساں حاجی محمد اسماعیل جوفرا مین خط گورین میں رقم کرتا تھا روشن قلم کا خطاب مرحمت ہوا'' یہ ذی الحجہ ۱۰۹۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ آپ نسخ و نستعلیق کے بلند پایہ خطاط تھے۔ خط ثلث، ریحان ورقاع بھی خوب لکھتے تھے۔ یاقوت مستعصمی کے قلمی ایک قرآن مجید کے کچھ اوراق تلف ہو گئے تھے۔ انہوں نے وہ لکھ کر اور پرانے بنا کر اس پر لگا دیئے اور سلطان عالمگیر کے روبرو پیش کیا تو جب تک انہوں نے خود نہیں بتایا سلطان خط میں تمیز نہ کر سکے۔ بہترین خطاط ہونے کے علاوہ وہ ایک باکمال شاعر اور انشا پرداز بھی تھے۔ غافل تخلص کرتے تھے۔ (''مرآۃ العالم'' از بختاور خان)

میرزا محمد

قرآن پاک کے باکمال خطاط۔ ان کے ولد حاجی قاسم نہایت خوش اسلوب نسخ نویس تھے۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر نے خط نسخ کی تعلیم حاجی قاسم ہی سے حاصل کی تھی۔ میرزا محمد، سلطان عالمگیر کے منظور نظر خوشنویس تھے۔ مآ ثر عالمگیری میں ہے: ''(ذی الحجہ ۱۰۹۶ ہجری) میرزا محمد خلف حاجی قاسم نسخ نویس مصحف مجید کی کتابت کے لئے مونگی میں گیا ہوا تھا۔ حاضر ہوا جہاں پناہ (سلطان عالمگیر) نے خوشنویس مذکور کو ایک ہزار روپے بطور انعام مرحمت فرمائے۔''

حاجی عبداللہ

حاجی قاسم (استاد سلطان اورنگزیب عالمگیر) کے فرزند دوم۔ نسخ بطرز یاقوت لکھتے تھے اور اس کے مسلم الثبوت استاد تھے۔ بختاور خان ''مرآۃ العالم'' میں لکھتے ہیں: ''درجلد نویسی طے قلم دارد'' چنانچہ یک مرتبہ درخدمت بادشاہ زادہ والا گہر ستودہ شیم محمد معظم از لاہور عازم شاجہان آباد بود۔ در پانزدہ روز عرض راہ قرآنی بغایت خوب نوشتہ از نظر عالی گزرانید''

سعید خطاط

درویش مشرب۔ نسخ خوب لکھتے تھے۔ طلا نویسی میں ید بیضا رکھتے تھے۔ شاگرد کسی کے نہیں تھے۔ عراق اور ماوراء النہر میں ان کی خوشنویسی کا بہت شہرہ تھا۔ ہندوستان آ کر شاہی دربار سے وابستہ ہوئے اور مصاحف و کتب لکھنے پر مامور رہے۔ آخر عمر میں عزلت نشینی اختیار کر لی۔ (اورینٹل کالج میگزین اگست ۱۹۳۴ء بحوالہ مرآۃ العالم)

احمد یار خان یکتا

ان کے اسلاف خوشاب کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد الہ یار خان لاہور ٹھٹھہ اور ملتان کے صوبہ دار تھے۔ احمد یار خان سلطان عالمگیر کے آخیر زمانہ میں ٹھٹھہ کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ خط نسخ کے بہترین خطاط تھے۔ ''مآ ثر الکرام'' میں ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک کلام پاک لکھ کر میر عبدالجلیل بلگرامی کی خدمت میں پیش کیا۔ شعر بھی کہتے تھے۔ یکتا تخلص تھا۔

محمد عارف یاقوت رقم

اصل وطن ہرات۔عبدالباقی حداد کے باکمال ونامور شاگرد اور خط نسخ وثلث کے یگانہ روزگار استاد۔خط نسخ بطرز خاص لکھتے تھے۔جس کو ہندوستان میں بہت فروغ حاصل ہوا۔شاہ عالم بہادر خلف اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں ''یاقوت رقم'' کا خطاب مرحمت ہوا۔ان کے قلمی ایک قرآن پاک کا عکس اب سے کچھ عرصہ پہلے بھوپال سے شائع ہوا تھا۔ان کا قلمی ایک قرآن مجید دہلی میوزیم میں بھی محفوظ ہے جو ۱۰۸۰ ہجری میں تحریر کیا گیا ہے۔ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔جن میں خاص یہ ہیں: عصمت اللہ المشتہر بہ برادرزادہ یاقوت۔محمد افضل۔محمد عسکر۔میر افضل اللہ۔زین الدین وغیرہ۔مولف ''تذکرہ خوشنویساں'' کا بیان ہے کہ میں نے ان سب کے خط مشاہدہ کئے ہیں۔ان میں سے ہرایک یاقوت کے برابر گزرا ہے۔

سید احمد بلگرامی

ابن سید ضیاء اللہ بلگرامی۔''مآثر الکرام'' میں ہے کہ: ''بہرہ از علم داشت وحافظ قرآن وقاری خوش الحان بود وبہ تحریر خط نسخ یاقوت راغرق آب خجالت می ساخت'' آپ نے کلام اللہ اور تفسیر مدارک یادگار چھوڑی۔اسی سال کی عمر میں یکم ذی الحجہ ۱۱۴۳ ہجری کو بلگرام میں وفات پائی۔

سید عبدالواحد بلگرامی

بن سید خلیل بلگرامی ۱۰۹۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔عالم باعمل اور صوفی بافیض تھے۔''مآثر الکرام'' میں ہے کہ: ''سید خط نسخ بغایت شیریں مے نوشت ونسخ او کلام اللہ فراواں وکتب بے پایاں بقلم جواہر رقم تحریر نمود۔'' ۲۳ رمضان المبارک ۱۱۶۱ ہجری کو شاہجہان آباد میں رحلت فرمائی۔باغ مومن میں آسودہ خاک ہوئے۔

نواب مرید خاں

نام سید محمد صادق طباطبائی۔محمد شاہ رنگیلے کے امراء میں شامل تھے۔خط شکستہ، نسخ، تعلیق، تلث اور ریحان وغیرہ میں کمال حاصل تھا۔خط شکستہ بطرز خاص لکھتے تھے۔جسے خط شکستہ کے سرآمد روزگار خطاط میرزا محمد جعفر عرف کفایت خاں کے بیٹوں عبداللہ عرف درایت خاں اور محمد اکبر سے اخذ کیا تھا۔صاحب ''تذکرہ خوشنویساں'' لکھتے ہیں کہ: ''فقیر چند قرآن شریف بخط ریحان وثلث ونسخ مطلا ومذہب چند نسخہ گلستان وغیرہ مطلا ومذہب بخط شکستہ وتعلیق بخط نواب ممدوح در لکھنؤ دیدہ''

مولانا محمد غوث پشاوری

بن مولانا محمد فائق۔بارھویں صدی ہجری کے نصف اول میں ولادت ہوئی۔عالم باعمل اور مقبول بارگاہ خداوندی تھے۔آپ کا مکتوبہ ایک قلمی قرآن پاک راقم کی نظر سے گزرا ہے۔نہایت پاکیزہ خط ہے۔آخر میں تکمیل کتابت کی تاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۸۸ ہجری درج ہے۔متن کے ساتھ مفید حاشیئے مستزاد ہیں جو نہایت اہم تفہیمی

نکات پر مشتمل ہیں۔ اختتام پر یہ عبارت درج ہے: ''فقیر محمد غوث متن قرآن شریف وحاشیہ حسب فرمودۂ پیر و مرشد خود حضرت حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ واعزہ وابقاہ تحریر نمود'' تکمیل حاشیہ کی تاریخ ۷رشعبان ۱۱۸۹ ہجری۔ مولانا محمد غوث کا مزار پشاور میں ہے۔

قاضی فیض اللہ

برادر حقیقی قاضی عصمت اللہ خاں۔ خط نسخ کے زبردست خوشنویس تھے۔ متعدد کلام اللہ شریف یادگار چھوڑے۔ (تذکرۂ خوشنویساں)

قاضی عصمت اللہ خاں

محمد حسین آزاد نے انہیں قاضی عصمت اللہ بخاری لکھا ہے۔ مولف ''تذکرہ خوشنویساں'' رقم طراز ہے کہ یہ بزرگ پاک نہاد تمام خطاطان نسخ نویس سے گوئے سبقت لے گئے۔ نسخ میں یاقوت (محمد عارف مخاطب بہ یاقوت) کو پیچھے چھوڑ دیا۔ قاضی صاحب نے نہایت خوش آئند طرز وروش اور اسلوب نگارش کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے متعدد قرآن پاک اور حمائلیں صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑیں۔ ۱۱۸۶ ہجری میں اس یگانہ روزگار خطاط نے وفات پائی۔ ان کا حلقہ تلامذہ بہت وسیع تھا جن میں ہر ایک اپنی جگہ باکمال تھا۔ چند نام یہ ہیں۔ عباد اللہ خاں، حکیم میر محمد حسین عنایت اللہ مبر وس، میاں محمدی، حافظ مسعود، قاضی ابوالحسن، میر کرم علی، میر گدائی۔

عباد اللہ خاں

ابن قاضی فیض اللہ۔ قرآن پاک کے عظیم الشان خوشنویس قاضی عصمت اللہ خان کے بھتیجے تھے۔ خط نسخ قاضی صاحب کی روش پر لکھتے تھے۔ ایسا کہ دونوں میں فرق وامتیاز کرنا مشکل تھا۔ قاضی عصمت اللہ کے شروع کئے ہوئے قرآن پاک اکثر یہی لکھ کر ختم کرتے تھے اور مطلق فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ بارھویں صدی ہجری کے باکمال اور شہرہ آفاق خوشنویس نسخ تھے۔ (تذکرہ خوشنویساں)

میر کرم علی

قاضی عصمت اللہ خاں کے شاگرد تھے۔ خوش اخلاق ومتقی تھے۔ متعدد کلام مجید یادگار چھوڑے۔ کوچہ چیلاں دہلی میں رہتے تھے۔ تیرھویں صدی ہجری کے خوشنویس تھے۔ (تذکرہ خوشنویساں)

حکیم میر محمد حسین

نستعلیق میں خلیفہ سلطان اور نسخ میں قاضی عصمت اللہ خاں کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی کے مرید خاص تھے۔ آخر زمانہ حیات میں عزلت نشینی اختیار کرلی۔ اکثر سیپارے اور پنجسورے لکھتے رہتے تھے۔ (صحیفہ خوشنویساں)

عصمت اللہ

المشتہر بہ برادرزادہ یاقوت۔ محمد عارف یاقوت رقم کے بھتیجے اور باکمال شاگرد تھے۔ مولف ''تذکرہ خوشنویساں'' لکھتے ہیں کہ: ''درخطاطی کامل بودہ۔ اکثر کلام اللہ از روشنائی مرکب بنظر درآمدہ'' عہد شجاع الدولہ (۱۱۶۹ ہجری تا ۱۱۸۸ ہجری) تک بقید حیات تھے۔

غلام حسین خان

عرف کلوخاں۔ عصمت اللہ برادران یاقوت کے باکمال شاگرد تھے۔ یاقوت کے طرز نسخ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ حافظ قرآن ومتقی وپرہیزگار تھے۔ دہلی وطن تھا۔ تیرھویں صدی ہجری میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ خوشنویساں)

محمد حفیظ خان

ساکن دہلی۔ خط نسخ، نستعلیق، ثلث اور شکستہ کے باکمال خوشنویس۔ ابتداء میں شاہی ملازم تھے۔ آخر زمانہ میں ترک ملازمت کر کے سجادہ عبادت وتوکل وقناعت پر بیٹھ گئے۔ تذکرہ خوشنویساں میں ہے کہ: ''چند جلد قرآن شریف بطرز یاقوت مطلا ومذہب از نظر بادشاہ گزرانید، واکثر مفتی درآخر عمری نوشت ودر کتابت کلام الٰہی تا آخر عمر اشتغال میداشت'' آپ کے تلامذہ کی فہرست خاصی طویل ہے۔ مولف ''تذکرہ خوشنویساں'' مولانا غلام محمد ہفت قلمی المتخلص بہ راقم، آپ کی نظر کیمیا اثر کے فیض یافتہ ہیں۔ علاوہ ازیں خط نستعلیق میں میر ابوالحسن عرف میر کلن، قادر بخش، محمد اسماعیل، محمد تقی، وغیرہ آپ کے تلامذہ خاص تھے۔ خط شکستہ میں منشی پچھمن سنگھ، بچھی رام پنڈت، لالہ سکھ رام، منشی محبوب الٰہی اور منشی کسل سنگھ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ۱۱۹۴ ہجری میں وفات پائی۔ مولانا غلام محمد راقم نے یہ تاریخ وفات کہی:

چوں محمد حفیظ خاں استاد
ترک ایں خاکدان فانی گفت
سال تاریخ فوت او راقم
وائے آقار شیدثانی گفت

(تذکرہ خوشنویساں)

حافظ عبادالوہاب کشمیری

کشمیر کے بلند پایہ خطاط نسخ۔ ان کا تحریر کردہ ایک قلمی قرآن پاک قندہار میں احمد شاہ ابدالی کے مزار پر محفوظ ہے۔ اس کا سن کتابت ۱۱۷۹ ہجری ہے۔ (ہنر خط درافغانستان)

مفتی محمد حیات اللہ قصوری

بن محمد فاضل۔ عالم اجل ہونے کے علاوہ خط نسخ کے باکمال خطاط بھی تھے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن

شریف ان کے خاندان میں موجود ہے۔ راقم سطور کی نظر سے گزرا ہے۔ نہایت پاکیزہ خط ہے۔ اکثر صفحات پر طلائی نقش ونگار ہیں۔ پکا قلعہ قصور میں ان کی سکونت تھی۔ ۱۱۹۸ ہجری میں وفات پائی۔ قصور کے بڑے قبرستان میں مدفون ہیں۔

محمد منور کشمیری

کاتب مذکور نے قیمتی پتھروں سے رنگ تیار کر کے نہایت چابکدستی سے ایک حمائل شریف تحریر کی۔ ہر صفحہ آب زر سے مزین کیا۔ حمائل شریف کا سن کتابت ۱۲۲۴ ہجری ہے۔ ملتان میں سید محمد رمضان شاہ گردیزی کے پاس ہے۔ (ماہ نو کراچی، مارچ ۱۹۶۷ء)

حضرت شاہ ابوسعید مجددی

خلیفہ حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلویؒ۔ صرف خالصاً للہ مشق خط نسخ مشہور خطاط کلو خاں سے کی اور کلام اللہ لکھ لکھ کر وقف کئے۔ (تذکرہ اہل دہلی ص ۱۸)

مولانا غلام محمد لاہوری

بن مولانا محمد صدیق لاہوری، امام مسجد وزیر خاں لاہور۔ ''امام گاموں'' مشہور تھے۔ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں تھے۔ زہد وتقویٰ کی بناء پر قرآن پاک کی کتابت کرتے تھے۔ اس سے جو میسر آتا اس میں سے کچھ حصہ اپنے اوپر صرف کرتے اور کچھ اہل علم اور درویشوں میں تقسیم کر دیتے۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۴۲ ہجری میں وفات پائی۔ مسجد وزیر خان کے باہر جانب جنوب ان کا مزار ہے۔ (نقوش لاہور نمبر)

قاری محمد جان

جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء/۱۲۷۳ ہجری کے چند سال بعد انہوں نے ایک نہایت خوبصورت قرآن پاک تحریر کیا جو مطبع نظامی کانپور سے چھپ کر مقبول ہوا۔ (فہرست کتب مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۸۵۷ء)

مفتی غلام محمد لاہوری

مفتی غلام سرور لاہوری مولف ''خزینۃ الاصفیاء'' کے والد ماجد ہیں۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد سے تھے۔ جامع علوم وفنون تھے۔ تدریس وطبابت میں سرگرم رہتے تھے۔ قوت حلال کتابت قرآن مجید سے حاصل کرتے تھے۔ ۱۲۷۶ ہجری میں لاہور میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ علمائے ہند)

سردار محمد عمر کابلی

بن سردار محمد کلان خان۔ کابل میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد محمود شاہ سردار لشکر قندھار وحاکم سندھ وشکار پور تھے۔ والد ماجد کے ہمراہ انہوں نے قندھار، سندھ، بلوچستان، شکار پور، پشاور، کشمیر اور لاہور کی سیاحت کی۔ اس اثناء میں سفر وحضر میں علوم عربی اور تعلیم خطاطی سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ وہ پشتو اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔

ایک قلمی قرآن پاک بھی انہوں نے یادگار چھوڑا۔ ۱۲۹۳ ہجری میں فوت ہوئے۔(ہنر خط در افغانستان)

آغا غلام رسول کشمیری

رام پور کے نواب کلب علی خاں کے ہاں شاہی خوشنویس تھے۔ وطن کشمیر تھا۔ سال میں چھ مہینے کشمیر اور چھ مہینے رام پور میں رہتے تھے۔ قرآن حکیم کے بلند پایہ خوشنویس تھے۔ ۱۲۹۵ ہجری مطابق ۱۸۷۸ء میں انتقال ہوا۔ ان کے بیٹے مرزا محمد علی اور پوتے آغا مرزا محمد حسین قرآن پاک کے خطاط تھے۔(صحیفہ خوشنویس)

میر امام علی رضوی

سید میر امام الدین کے فرزند صاحب علم وفضل تھے۔ علم طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ خط نسخ کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ قاضی عصمت اللہ بخاری کی طرز پر نہایت اچھا لکھتے تھے۔ بادشاہ ظفر کے استاد تھے۔ ’’داستان غدر‘‘ میں لکھا ہے کہ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن پاک انقلاب ۱۸۵۷ء دہلی میں ضائع ہوگئے۔ یہ سب مطلا مذہب تھے۔ تیرہویں صدی ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے فرزند جلال الدین حیدر مرصع رقم بلند پایہ خطاط تھے۔(خط وخطاطی)

سید جلال الدین حیدر مرصع رقم

میر سید جلال الدین کے والد میر امام علی اپنے زمانے کے بلند پایہ خطاط تھے۔ میر جلال الدین نے خط نسخ اپنے والد سے سیکھا۔ ابوظفر بہادر شاہ نے میر امام علی اور میر جلال الدین دونوں سے خطاطی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ میر جلال الدین کے ہاتھ کی لکھی ہوئی قرآن کریم کی سات جلدیں انقلاب ۱۸۵۷ء میں دہلی میں ضائع ہوگئیں۔ یہ تمام جلدیں مطلا ومذہب تھیں۔ میر جلال الدین مشہور ظہیر دہلوی (مولف داستان غدر) کے والد تھے۔(داستان غدر، خط خطاطی)

غلام یاسین لاہوری

’’تحقیقات چشتی‘‘ میں ہے کہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب علی الہجویری قدس اللہ سرہ کو ایک قرآن مجید قلمی میاں غلام یاسین خوشنویس لاہوری نے نذر کیا۔ یہ تیرھویں صدی ہجری کے خطاط تھے۔(تحقیقات چشتی)

سید بہادر علی

سید بہادر علی کے فرزند، رام پور کے رہنے والے تھے۔ ان کے قلمی قرآن شریف ہندوستان میں متعدد مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ رام پور میں ان سے فن خوشنویسی میں بہت لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ نواب محمد سعید خاں کے ندماء میں تھے۔ پچاس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔(صحیفہ خوشنویساں)

محمد یحییٰ لکھنوی

خط نسخ کے استاد کامل تھے۔ میر ہادی علی اور میر بندہ علی ’’مرتعش رقم‘‘ کے ہم عصر تھے۔ طباعت کے لئے

پہلا قرآن مجید لکھنؤ میں آپ ہی نے لکھا تھا۔

منشی ہادی علی

دہلی وطن تھا۔ مگر لکھنؤ میں سکونت کر لی تھی۔ اساتذہ فن میں سے تھے۔ نستعلیق میں حافظ ابراہیم بن حافظ نور اللہ لاہوری کے شاگرد تھے۔ خط نسخ کالپی کے کئی خوشنویس سے حاصل کیا۔ مطبع نولکشور سے آپ کے لکھے ہوئے قرآن پاک شائع ہوئے۔ نہایت عمدہ اور پاکیزہ خط ہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے منشی شمس الدین اعجاز رقم اور حامد علی مرصع رقم یگانہ روزگار ہوئے۔ (صحیفہ خوشنویساں)

قاضی محمد امام الدین

بن قاضی نور محمد، کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ عمر بھر قرآن پاک کی کتابت میں مشغول رہے۔ نہایت عمدہ خطاط تھے۔ جنڈیالہ باغ والا متصل گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ ان کے خاندان میں آج بھی خطاطی کا سلسلہ جاری ہے۔ قاضی صاحب کے بھائی قاضی میراں بخش بھی کاتب قرآن تھے۔ قاضی میراں بخش کے پوتے حکیم محمد شفیع تاحال موجود ہیں اور کتابت کرتے ہیں۔

منشی محمد ممتاز علی نزہت رقم

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے تلمیذ رشید تھے۔ دہلی کے مایہ ناز استاد فن اور قرآن پاک کے نادر روزگار خطاط تھے۔ اپنے زمانہ میں ان کی نظیر نہیں تھی۔ درویش سیرت بزرگ تھے۔ زیادہ تر حرمین شریفین میں قیام رکھتے تھے۔ وہیں کتابت قرآن پاک میں مشغول رہتے۔ تکمیل کے بعد ہندوستان واپس آتے۔ خود اپنا مطبع بھی انہوں نے قائم کیا تھا۔ ہزاروں نسخے طبع کر کے تاجروں سے قیمت وصول کرتے اور پھر حرمین شریفین روانہ ہو جاتے۔ عمر بھر یہی معمول رہا۔ متعدد نسخہائے کلام پاک ان کے خامہ عنبر شمار نے یادگار چھوڑے۔ نزہت رقم کا وہ قرآن شریف جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تصحیح کے ساتھ مطبع مجتبائی سے شائع ہوا۔ فن خطاطی کا بے نظیر نمونہ ہے۔ ان کا آخری قرآن پاک ۱۳۳۰ ہجری میں شائع ہوا۔ تلامذہ کی تعداد کثیر تھی جن میں منشی محمد قاسم لدھیانوی ''سلطان القلم'' فخر روزگار ہوئے۔ ان کے صاحبزادے منشی مشتاق علی اور منشی عبدالغنی بھی باکمال خطاط تھے۔ (خطاطی اور ہمارا رسم الخط، بیاض نفیس)

حافظ سید امیر الدین دہلوی

قرآن پاک کے مسلم الثبوت خطاط تھے۔ بہادر شاہ ظفر کے شاگرد تھے۔ آپ کی ایک حمائل شریف لندن میں طبع ہوئی جس نے بہت شہرت حاصل کی۔ ناصر نذیر فراق دہلوی لکھتے ہیں کہ: ''حافظ امیر الدین صاحب بادشاہی کے شاگرد تھے۔ جنہوں نے ایسا قرآن شریف لکھا جس کی دھوم لندن اور روم تک ہو رہی ہے۔'' (لال قلعہ کی ایک

جھلک) سید یوسف بخاری نے ''خطاطی اور ہمارا رسم الخط'' میں حافظ صاحب کو میر پنجہ کش کا شاگرد لکھا ہے۔ حافظ صاحب کے تلامذہ میں منشی محمد قاسم لدھیانوی ''سلطان القلم'' جیسے باکمال خطاط شامل ہیں۔

مولوی فضل الدین صحاف

بن میاں محمد بخش صحاف۔ ان کا شمار لاہور کے ممتاز خوشنویسوں میں تھا۔ خط نسخ و نستعلیق کے ماہر تھے۔ ان کی لکھی ہوئی ایک حمائل لندن میں طبع ہوئی تھی۔ علامہ علاؤالدین صدیقی کے دادا تھے۔ چوہٹہ مفتی باقر میں رہتے تھے۔ مطبع صحافی کے نام سے ان کا اپنا ایک پریس بھی تھا۔ تعلیم خطاطی پر انہوں مجموعہ قطعات بھی شائع کیا تھا۔ ۱۹۰۰ء کے قریب ان کا انتقال ہوا۔ (ارمغان لاہور)

خلیفہ عبدالحمید دہلوی

بن شیخ احمد خوشنویس دہلوی۔ خط نسخ کے بلند پایہ خطاط تھے۔ ۱۳۰۴ ہجری میں ان کا ایک جلی قلم قرآن پاک مع ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر، میور پریس دہلی سے طبع ہوا۔ اسی سائز پر ان کا ایک اور قرآن مجید دو ترجمے والا ۱۳۰۸ ہجری میں چھپا۔

برکت علی سیالکوٹی

قرآن پاک کے بہترین خطاط۔ ان کا قرآن پاک بخط جلی پنجاب پریس سیالکوٹ میں باہتمام منشی غلام قادر فصیح ۱۸۹۹ء/ ۱۳۱۷ ہجری میں طبع ہوا۔

منشی اشرف علی انصاری

لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ میر بندہ علی ''مرتعش رقم'' کے مایہ ناز شاگرد اور اپنے زمانے کے استاد فن خطاط تھے۔ مطبع نولکشور لکھنؤ سے ۱۲۸۳ ہجری میں آپ کا لکھا ہوا قرآن پاک طبع ہوا جو اتنا مقبول ہوا کہ اس کے متعدد ایڈیشن یکے بعد دیگرے شائع ہوئے۔

مولوی غلام رسول عادل گڑھی

مشہور خطاط مولوی عبدالرشید محبوب رقم اور مولوی محمد حسین عادلی کے دادا ہیں۔ قرآن پاک کے نہایت عمدہ خوشنویس تھے۔ عالم و فاضل تھے۔ مولوی محمد حسین عادلی مرحوم فرماتے تھے کہ ہمارے دادا مولوی غلام رسول صاحب عادل گڑھی اور مولوی فضل الٰہی وارثی نے سمبڑیال میں خوشنویسوں کے ایک مشہور خاندان سے اکتساب فن کیا۔ مولوی غلام رسول صاحب کے تلامذہ میں ان کے بیٹے مولوی نیاز احمد کے علاوہ مولوی فضل الٰہی مرغوب رقم اور مولوی عبدالرشید محبوب رقم عادلی مشہور ہوئے۔ مولوی نیاز احمد بھی کاتب قرآن تھے۔

مولوی محمد عبداللہ وارثی

بن مولوی فضل الٰہی۔ وارث کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ مولوی سید احمد ایمن آبادی

خوشنویس سے خطاطی کی تعلیم حاصل کی۔ نسخ و نستعلیق کے بلند پایہ خطاط تھے۔ متعدد قرآن پاک انہوں نے تحریر کئے۔ دہلی، بمبئی اور لاہور کے کتب خانوں کا کام کرتے رہے۔ منشی محمد قاسم لدھیانوی کے ہمعصر تھے۔ زود نویس بھی تھے۔ آپ کے والد صاحب بھی قرآن پاک کے خوشنویس تھے۔ آپ ایک نیک نہاد صوفی تھے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مرید تھے۔ آپ کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہیں جن میں آپ کے فرزند مولوی عنایت اللہ صاحب کے علاوہ مولوی عبدالرشید محبوب رقم عادلی، پیر عبدالحمید اور منشی عبدالقدوس مشہور ہیں۔

مولوی محمد قاسم لدھیانوی

''سلطان القلم'': بن مولوی الہ دین واعظ۔ محلہ اقبال گنج لدھیانہ میں ولادت پائی۔ خط نسخ سید امیر الدین دہلویؒ اور مولوی محمد ممتاز نزہت رقم مہاجر مکی سے حاصل کیا۔ خط نستعلیق میں مولوی سید احمد ایمن آبادی اور منشی شمس الدین اعجاز رقم سے بھی استفادہ کیا۔ مولوی محمد قاسم برصغیر ہندوپاک کے مسلم الثبوت خطاط قرآن تھے۔ وہ اپنے محترم استاد مولوی محمد ممتاز علی کی طرز پر لکھتے تھے۔ ۱۹۰۷ء میں انہوں نے ایک ہفت رنگ قرآن پاک اپنے مطبع قاسمی میں طبع کیا جس کا انتساب انہوں نے خان حبیب اللہ والئی افغانستان کے نام سے کیا۔ یہ نسخہ قرآن پاک خطاطی کا عظیم الشان نمونہ ہے۔ انہوں نے کثیر تعداد میں قرآن پاک لکھے۔ اخیر زمانہ میں انجمن حمایت اسلام کی دعوت پر لاہور چلے آئے۔ لدھیانہ کے علاوہ دہلی میں بھی انہوں نے ایک عرصہ قیام کر کے داد فن دی۔ گلی نقشبندیاں برانڈرتھ روڈ میں انہوں نے رہائش اختیار کی۔ یہاں انہوں نے انجمن حمایت اسلام کے لئے قرآن پاک لکھنا شروع کیا۔ یہ ان کا آخری کارنامہ ہے۔ قیام لاہور میں ان کی صحت مخدوش ہوگئی اور کتابت مسلسل جاری نہ رہ سکی۔ دوسرے سے پانچویں تک چار پارے ختم کر لئے تھے۔ چھٹے کی کتابت جاری تھی کہ ان کی طبیعت بگڑ گئی اور طویل علالت کے بعد ۱۳ رمحرم الحرام ۱۳۵۱ ہجری کو بروز جمعہ ستر برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ غفر اللہ لہ۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے خلف اکبر منشی محمد شفیع صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور بحمد اللہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ جزاہ اللہ خیرا (دیباچہ قرآن مجید) ''سلطان القلم'' نے ایک اور قرآن پاک بھی ادھورا چھوڑا۔ یہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کی تفسیر تھی۔ ۲۵ پاروں کی کتابت ان کے ہاتھوں مکمل ہوسکی۔ اس کی تکمیل بھی ان کے فرزند اکبر نے یہ قرآن پاک سلطان القلم کے اعجاز قلم کا عظیم الشان نمونہ ہے۔ سلطان القلم کے صرف دو فرزندوں منشی محمد شفیع مرحوم اور منشی محمد شریف صاحب نے کتابت قرآن پاک کا مشغلہ اختیار کیا۔

مولوی امام الدین کیلانی

آبائی وطن حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ ہے۔ صاحب علم وفضل اور قرآن پاک کے نہایت اعلیٰ خوشنویس تھے۔ مولوی محمد عبداللہ وارثی کے ہم عصر اور گہرے دوست تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ

خدایا مجھے کتابت کے لئے صرف قرآن پاک اور حدیث شریف ہی کا کام مہیا فرما۔ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور تمام عمر قرآن کریم اور حدیث شریف کی کتابت ہی میں گزری۔ان کے مطبوعہ قرآن مجید اور حمائلیں بطور یادگار محفوظ ہیں۔ ان کی اولاد میں تاحال فن خطاطی کا سلسلہ جاری ہے۔آپ کے فرزند مولوی نورالٰہی بھی کاتب قرآن تھے۔انہوں نے پندرہ قرآن شریف تحریر کئے۔ ہمارے دور میں متعدد کیلانی خوشنویس قرآن پاک کی کتابت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

قدرت اللہ انتخاب رقم

دہلی کے رہنے والے تھے۔ خط نسخ و نستعلیق کے ماہر تھے۔خصوصاً خط نسخ کے مسلم الثبوت استاد تھے۔ حیدرآباد دکن میں شاہی خطاط تھے۔ان کے تلامذہ میں سے جناب مستجاب رقم ان دنوں کراچی میں داد فن دے رہے ہیں۔

منشی محمد الدین

بن مولوی نظام الدین۔ جنڈیالہ ڈھاب والا ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ خط نسخ و نستعلیق کے مسلم الثبوت استاد تھے۔ ان کا تحریر کردہ ایک قرآن مجید امرتسر سے شائع ہوا جس کی ہر سطر ''الف'' سے شروع ہوتی ہے۔ایک اور قرآن مجید ایسا تحریر کیا جس کی ہر سطر ''ک'' پر ختم ہوتی ہے۔متعدد قرآن پاک انہوں نے تحریر کئے جو خطاطی کا عظیم الشان نمونہ ہیں۔۱۹۳۲ء میں جب خانہ کعبہ کا غلاف پہلی بار پاک و ہند میں تیار ہوا تو اس پر آیات کریمہ کی خطاطی کی سعادت منشی محمد الدین مرحوم کو حاصل ہوئی۔انہوں نے اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ لاہور اور دہلی میں بسر کیا۔۱۹۴۳ء دہلی میں وفات پائی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ فاطمۃ الکبریٰ مرحومہ جو برصغیر پاک و ہند میں قرآن پاک کی نامور باکمال خطاطہ تھیں انہی کی لائق و قابل قدر دختر نیک اختر تھیں۔ یوسف دہلوی (حال مقیم کراچی) جو خط نستعلیق کی ایک خاص طرز کے بانی ہیں منشی محمد الدین مرحوم کے فرزند ارجمند ہیں۔

محمود خان دہلوی

قرآن پاک کے زبردست خطاط دہلوی اساتذہ فن میں امتیازی شان رکھتے تھے۔منشی عبدالغنی بن منشی محمد ممتاز علی نزہت رقم کے شاگرد تھے۔تقسیم برصغیر کے بعد وفات پائی۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ حافظ محمد یوسف صاحب سدیدی بھی دہلی میں دو تین ماہ ان سے مستفید ہوئے۔انہوں نے صرف درود شریف بخط نسخ کی مشق کرائی۔

محمد شفیع لدھیانوی

ابن سلطان القلم مولوی محمد قاسم لدھیانوی بمقام دریا گنج دہلی ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔اپنے والد ماجد

سے خطاطی کے علاوہ روشنائی سازی، بلاک میکری اور طباعت کا کام بھی سیکھا۔ ان کے خط میں اپنے والد کے خط کی شان پوری پوری موجود تھی۔ عام آدمی کے لئے فرق وامتیاز کرنا مشکل ہے۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے دو ادھورے قرآن پاک مکمل کئے جو ان کے کمال فن کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ محمد شفیع مرحوم پاکستان بننے کے بعد لدھیانہ سے لاہور آ گئے۔ یہاں آ کر پاکستانی فوج کے بیجز کا کام انہوں نے حاصل کیا۔ مولڈنگ کے کام میں بھی انہیں مہارت حاصل تھی۔ اس میں انہوں نے اپنے کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ نومبر۱۹۵۲ء میں اس عظیم خطاط نے وفات پائی۔ قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک ہوئے۔

مولوی عبدالرشید محبوب رقم عادلی

بن مولوی نیاز احمد خوشنویس بن مولوی غلام رسول عادل گڑھی خوشنویس۔ ۱۸۶۵ء میں موضع عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور دادا کے علاوہ مولوی محمد عبداللہ وارثی سے بھی انہوں نے اکتساب فن کیا۔ لاہور کے مختلف مشہور اداروں کا کام کرتے رہے۔ ۸۵ برس کی عمر تک فن خطاطی کی خدمت کی۔ قرآن پاک سو سے زیادہ تعداد میں تحریر کئے۔ خضری محلہ شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ان کا قیام تھا۔ محبوب رقم مرحوم کا شمار قرآن پاک کے چوٹی کے خوشنویسوں میں ہوتا ہے۔ اخیر عمر میں ان پر فالج کا حملہ ہوا تو لاہور سے اپنے وطن عزیز عادل گڑھ چلے گئے۔ وہیں ۲۹ر نومبر ۱۹۶۱ء کو قرآن پاک کا یہ عظیم خطاط اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا۔

مولوی محمد حسین عادلی

بن مولوی نیاز احمد خوشنویس عادل گڑھی۔ قرآن پاک کے عظیم خطاط تھے۔ مولوی عبدالرشید محبوب رقم عادلی کے برادر خرد تھے۔ ''مبارک رقم'' قلمی نام تھا۔ ۱۳۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عمر عزیز کا زیادہ حصہ کتابت قرآن پاک میں گزرا۔ نہایت نیک نفس تھے۔ نسخ و نستعلیق اور ثلث ہندی کے ماہر خوشنویس تھے۔ قطعات اور طغرے بھی نہایت عمدہ بناتے تھے۔ نقاشی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ محلہ وسن پورہ لاہور میں ان کی رہائش تھی۔ ۸ر مئی ۱۹۶۴ء کو لاہور میں اپنے مکان ''دارالامان'' میں وفات پائی۔ جسد خاکی عادل گڑھ لے جا کر سپرد خاک کیا گیا۔

حکیم سید نیک عالم شاہ

بن سید نواب شاہ موضع گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے برادر بزرگ حکیم سید محمد عالم شاہؒ (المتوفی ۱۳۶۲ ہجری) سے اکتساب فن کیا۔ اعلیٰ خطاط ہونے کے علاوہ نہایت زود نویس تھے۔ ۵۹ قرآن مجید تحریر کئے۔ آپ نے ایک حمائل شریف ۲۳ دن میں تحریر کی جو ۱۹۳۳ء میں طبع ہوئی۔ لاہور، دہلی اور کانپور کے اداروں کا کام زیادہ تر کرتے تھے۔ اخیر زمانہ میں لاہور چلے آئے تھے۔ محلہ گڑھی شاہو نئی آبادی میں رہائش تھی۔ یہیں ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ ہجری مطابق ۴ ستمبر ۱۹۶۷ء کو آپ نے وفات پائی۔ اسی محلہ

کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ ماہر فن آپ کے چچیرے بھائی سید محمد اشرف علی ’’سید القلم‘‘ ہیں جو قرآن پاک کے نادر روزگار خطاط ہیں۔ محمد صدیق الماس رقم بھی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

فاطمۃ الکبریٰ

منشی محمد الدین کی صاحبزادی اور مشہور خطاط جناب یوسف دہلوی کی ہمشیرہ تھیں۔ خط نسخ کی باکمال خطاط تھیں۔ اپنے ننھیال سمبڑیال (ضلع سیالکوٹ) میں ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اپنے والد ماجد سے اکتساب فن کیا۔ ان کی شادی میترانوالی (ضلع سیالکوٹ) کے سردار محمد سعید سے ہوئی۔ لیکن ۱۹۳۳ء میں وہ بیوہ ہوگئیں۔ اس کے بعد وہ اپنے والد بزرگوار کے پاس دہلی چلی گئیں۔ ہمارے علم میں وہ برصغیر پاک و ہند کی واحد خاتون ہیں جنہوں نے قرآن پاک کی کتابت میں اتنا نام پیدا کیا۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تین حمائلیں چھپ چکی ہیں۔ ایک ’’فتح الحمید‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔ دوسری ان کے ایک عزیز۔ نے چھپوائی تھی اور تیسری انہوں نے خود طبع کرائی۔ اس کے علاوہ انہوں نے مرحومہ حضرت بیگم بھوپال کو اپنا تحریر کردہ پنجسورۃ پیش کیا تھا جس کی قدر دانی انہوں نے یوں کی اپنی جڑاؤ پہنچیاں مرحمت کیں۔ ایک پنجسورۃ نظام دکن میر عثمان علی خاں کے لئے بھی لکھا۔ جس پر انہیں تاحیات وظیفہ سے نوازا گیا۔ مرحومہ کی تمنا تھی کہ وہ معری کلام پاک جلی حروف میں لکھیں۔ چنانچہ یہ کلام پاک مع آٹھ پاروں کے ان کے زندگی کا آخری کارنامہ ہے۔ یہ نادر تحفہ جلد ہی اردو اکیڈمی سندھ کے زیر اہتمام طبع ہوجائے گا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد لاہور چلی آئیں۔ دوسال یہاں رہنے کے بعد کراچی منتقل ہوگئیں۔ ناظم آباد کراچی میں قیام تھا۔ مرحومہ فاطمۃ الکبریٰ پابند صوم وصلوٰۃ اور پاکباز و متقی خاتون تھیں۔ عمر بھر پردہ کی نہایت درجہ پابندی کی۔ اس باکمال خطاطہ نے ۸۴ سال کی عمر میں ۱۹؍دسمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۶۷ ہجری کو کراچی میں وفات پائی۔ وہیں آسودہ خاک ہوئیں۔

مولانا اشتیاق احمد دیوبندی

ابن شیخ ظفر احمد عثمانی۔ ۱۳۱۲ ہجری میں دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ منشی محبوب رقم میرٹھی کے نامور اور باکمال شاگرد ہیں۔ منشی محبوب رقم قرآن پاک کے نادر روزگار خطاط منشی ممتاز علی دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد خاص تھے۔ آپ کے مختلف سائز کے سات قرآن مجید شائع ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ تین کی کتابت پوری نہیں ہوسکی۔ عرصہ ۲۳ سال سے دارالعلوم دیوبند کے شعبہ خطاطی میں بحیثیت صدر و ناظم مامور ہیں۔ آپ ایک بلند پایہ خطاط کے علاوہ بافیض شیخ طریقت بھی ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک ہیں۔ تادم تحریر زندہ ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ!

مولوی محمد عنایت اللہ وارثی

ابن مولوی محمد عبداللہ وارثی۔ وارث کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ اپنے والد ماجد سے اکتساب فن کیا۔ نسخ و نستعلیق دونوں لکھتے ہیں۔ عالم و فاضل ہیں۔ انجمن خدام الدین کا مطبوعہ قرآن پاک (پہلا

ایڈیشن) ان کے حسن خط کا نمونہ ہے۔ متعدد قرآن مجید انہوں نے تحریر کئے ہیں۔ تاحال خدمت فن میں مصروف ہیں۔ سلمہ اللہ۔ ''العصر'' کے نام سے ایک ہفت روزہ بھی شائع کرتے ہیں۔

پیر عبدالحمید

۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن موضع کالے والا گوجرانوالہ ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں مشہور خطاط مولوی محمد عبداللہ وارثی کی خدمت میں زانوے تلمذ تہ کیا۔ کچھ عرصہ تک ان سے مستفید ہونے کے بعد ان کے شاگرد رشید مولوی عبدالرشید عادل گڑھی سے اکتساب فن کیا۔ پیر صاحب دور حاضر کے ممتاز خوشنویسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ عمر عزیز کا بیشتر حصہ کتابت قرآن پاک میں گزرا ہے۔ کم وبیش تیس قرآن پاک ان کے قلم سے نکل چکے ہیں۔ تاج کمپنی جو اشاعت قرآن مجید کا ایک شہرہ آفاق ادارہ ہے۔ پیر صاحب کے حسن خط اور فنی مشوروں کا مرہون منت ہے۔ پیر صاحب ان دنوں بیمار ہیں۔ نظر کمزور ہونے کی وجہ سے کتابت سے سبکدوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

سید محمد اشرف علی

''سید القلم'' بن سید بڈھن شاہ۔ راقم (حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ) کے والد ماجد اور استاد خطاطی ہیں۔ ۱۹۰۷ء میں موضع گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اپنے تایازاد بھائیوں حکیم سید محمد عالمؒ اور حکیم سید نیک عالم شاہؒ سے اکتساب فن کیا۔ پھر اس صلاحیت سے خط میں زیبائی ورعنائی پیدا کی۔ آپ نسخ ونستعلیق کے باکمال اور صاحب طرز خطاط ہیں۔ آپ کے خط نسخ میں لاہوری، دہلوی اور لکھنوی طرزوں کا نہایت حسین امتزاج ہے۔ اہل نظر آپ کی مہارت فن کے قائل ہیں اور معاصر کاتبان قرآن پر آپ کی فوقیت کے معترف ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۲ء میں کتابت کا آغاز کیا۔ آپ کا پہلا قرآن پاک ۱۹۳۰ء میں مطبع قیومی کانپور (ہند) سے شائع ہوا۔ خفی نستعلیق میں آپ کا قلم جادورقم تھا۔ اب ایک عرصہ سے مسلسل کتابت کلام اللہ ہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ان دنوں لاہور میں مقیم ہو چکے ہیں اور دسواں قرآن پاک تحریر فرمارہے ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود زور قلم بدستور قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے۔

محمد شریف لدھیانوی

ابن ''سلطان القلم'' مولوی محمد قاسم لدھیانوی، لدھیانہ میں دسمبر ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد سے اکتساب فن کیا۔ ۱۹۲۹ء میں لدھیانہ سے لاہور چلے آئے اور تاحال رام گلی نمبر ۱۱ میں مقیم ہیں۔ ابتداء میں نستعلیق ہی لکھتے تھے۔ ۱۹۴۵ء کے بعد کلام پاک کی کتابت کی طرف متوجہ ہوئے۔ تقریباً دس بارہ قرآن پاک انہوں نے اب تک تحریر کئے ہیں۔ موجودہ دور کے ممتاز کاتبان قرآن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان دنوں کتابت سے سبکدوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفا نصیب فرمائے۔ حافظ محمد یوسف سدیدی صاحب نے ابتدائی مشق میں ان سے استفادہ کیا تھا۔ (بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور قرآن نمبر، ۱۹۷۰ء)

نا قابل فراموش......حمیت آموز!

مولانا محمد اکرم طوفانی

گذشتہ شمارے میں ناظرین کی نظر سے گذر چکا ہوگا کہ داعیٔن حق کو ستایا گیا اوران کو نہ صرف مکہ کے صحراؤں کی تپتی ریت پر لٹایا گیا اوران کے جسموں پر بھاری پتھر رکھے گئے۔ بلکہ آگ کے سلگتے انگاروں پر لٹا کر ان کے جسم سے نکلے ہوئے خون سے ان انگاروں کو بجھایا گیا۔لیکن میرے آقاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ثابت قدمی کے ساتھ ان تکالیف پر صبر کا مظاہرہ کیا اور بتدریج دین حق کی اشاعت وترویج میں لگے رہے۔آپ ﷺ کی استقامت ثابت قدمی کو دیکھ کر کافر ہاتھ دھو کر پیارے نبی ﷺ کے مخلص ساتھیوں کے پیچھے پڑے رہے۔چنانچہ کفار بڑی بے دردی سے ستاتے، گالیاں دیتے، پتھر برساتے اوراپنی ذلیل حرکتوں کی ایسی نمائش کرتے کہ شرافت نے بھی آنکھیں بند کرلیں۔

رقیہؓ اورام کلثومؓ آپ ﷺ کی دو بیٹیاں تھیں۔یہ عتبہ اور عتیبہ کی طرف منسوب تھیں۔عتبہ اور عتیبہ ابولہب کے بیٹے تھے اور باپ ہی کی طرح یہ دونوں اسلام کے کٹر دشمن تھے۔چنانچہ انہوں نے ان کو طلاق دے دی۔چونکہ ابولہب حضور ﷺ کا پڑوسی تھا۔اس لئے اس ظالم کا وجود آپ ﷺ کے مستقل دردسر تھا۔حد یہ ہے کہ آئے دن وہ آپ ﷺ کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک دیتا اور کبھی یہ خبیث النفس کوڑا کے علاوہ غلاظت بھی پھینک دیتا اوراس کی بیوی ام جمیل اکثر آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے پھینکتی رہتی۔

یہ سب کچھ صرف اور صرف اس لئے روا رکھا جاتا کہ آپ کلمۃ الحق، اللہ کی توحید اور تبلیغ دین سے باز آجائیں۔لیکن آپ ﷺ نہایت ہی ثابت قدمی اور عالی ظرفی سے صبر کا مظاہرہ فرماتے رہے اور شرافت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔جب کبھی آپ ﷺ کو بہت زیادہ ستایا تو آپ صرف اتنا فرماتے کہ آل مطلب پڑوسی کے ساتھ یہ سلوک؟ پھر دشمن تو آپ کے قتل ہی کا فیصلہ صادر کر چکے تھے۔لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سب آپ ﷺ کے ساتھ ہیں اور آپ ﷺ پر جان دینے کو تیار ہیں تو اس سے کفار سٹپٹائے۔اب ان کی ہمتیں پست ہوگئیں، حوصلے ٹوٹ گئے اور انہوں نے یہ ناپاک ارادہ دل سے نکال دیا۔البتہ چوٹیں کرتے اور پھبتیاں کسنے سے وہ اب بھی باز نہ آئے۔کہیں راستہ میں آپ ﷺ کو دیکھ لیتے یا آپ ﷺ کے مظلوم ساتھیوں میں سے کوئی نظر آجاتا وہ زور کا قہقہہ لگاتے اور کہتے کیوں محمد آسمان سے آج کچھ نہیں آیا۔یا پھر یوں بکتے، کیا اور کوئی نہیں تھا کہ خدا نے تم کو رسول بنادیا۔یہاں تو ایک سے ایک ہوشیار اور مالدار بھی موجود تھے۔پھر سب اکٹھے ہو کر تالیاں بجاتے اور قہقہے لگا کر اشارہ کرتے ہوئے کہتے۔یہ لوگ تو زمین کے بادشاہ ہیں۔جلد ہی روم اور ایران کو تاراج کردیں گے۔

ابوجہل کا تاریخی گھٹیا کردار

آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل تھا۔دشمنی میں یہ ایک دم دیوانہ تھا۔شرافت، وقار، شرم وحیا نام کی ہر چیز سے بیگانہ تھا۔آپ ﷺ کو ستانے کے لئے ہر برا کام کرنا اور تکلیف پہنچانا۔اس خبیث بدباطن کا محبوب مشغلہ تھا۔

چنانچہ جہاں بھی اس کی نظر آقائے دو جہاں ﷺ پر پڑتی آپ ﷺ کو ستاتا اور دیگر مشرکین کو بھی آپ ﷺ کے خلاف اکساتا۔ آپ ﷺ نماز پڑھتے تو کچھ اوباشوں کو ساتھ لے کر خوب ہنسی اڑاتا اور آپ ﷺ کو جہاں بھی موقع ملتا آپ ﷺ تبلیغ کا کام سرانجام دیتے تو دعوت وتبلیغ کے پاکیزہ مشن کو روکنے کے لئے غنڈوں کو جمع کر کے ابوجہل قہقہہ لگاتا اور بار بار ایک ہی بکواس لوگوں سے کرتا کہ اس محمدؐ کے پرزے اڑادو۔ پھر چین کی بنسی بجاؤ۔

تواریخ کی کتب میں مشہور واقعہ ہے کہ ایک دن اس نے ساتھیوں سے کہا کہ خدا کی قسم کل پتھر لے کر بیٹھوں گا۔ اس قدر بھاری پتھر کہ اٹھائے نہ اٹھے اور جونہی محمدؐ حرم میں داخل ہوں گے۔ نعوذ باللہ اس کا سر پیس کر رکھ دوں گا۔ پھر چاہے تو تم لوگ میرا ساتھ دو یا چھوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ آل مناف بھی جو کریں گے پھر دیکھا جائے گا۔ اس کے ساتھیوں کو بھی شیطان نے تھپکی دی اور وہ بھی گویا ہوئے۔

توبہ توبہ ہم لوگ ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔ اس طرف سے تم بالکل بے غم رہو اور جو جی میں آتا ہے کر گذرو تاکہ یہ روز روز کا قصہ ہی تمام کر دیا جائے۔ چنانچہ صبح جب میرے آقاء کا ٹائم ہوا کہ وہ اب مسجد حرام میں تشریف لانے والے ہیں تو ابوجہل نے ایک بھاری بھرکم پتھر لیا اور کعبہ کے پاس انتظار میں بیٹھ گیا اور قریب ہی سارے شیطان ساتھی بھی بیٹھ گئے۔ پھر معمول کے مطابق پیارے نبی ﷺ تشریف لائے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کھڑے ہوئے اور نماز میں مصروف ہوگئے۔ پھر جوں ہی آپ ﷺ سجدے میں گئے ابوجہل نے پتھر اٹھایا اور آپ ﷺ کی طرف بڑھا۔ شیطان ساتھی چپ چاپ بیٹھ گئے اور غور سے دیکھنے لگے کہ کیا ہوتا ہے۔

ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے

کس قدر عجیب منظر تھا۔ ایک مردود، دشمن خدا۔ اس مبارک سر کو کچلنے جارہا تھا۔ جو سر صرف اور صرف خدا کے سامنے جھکنے کا عادی تھا اور یہ خبیث بد باطن اس پاک وجود کو مٹانے جارہا تھا۔ جس کا نگہبان، محافظ خود خدا تھا۔ شیطان اور اس کے ساتھی ہونے والے واقعہ پر نظریں جمائے دھڑکتے ہوئے دل سے ابوجہل کو دیکھتے رہے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ وہ گھبرا کر لوٹ پڑا۔ چہرہ اترا ہوا اور آنکھیں چڑی ہوئی اور ہاتھ میں پتھر جوں کا توں۔

ساتھی حیران وپریشان ہو کر آگے بڑھتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ ابوالحکم کیا ہوا، کیا ہوا۔ ابوجہل ہانپتے ہوئے۔ ارے تم کو کچھ نظر نہیں آیا سامنے آگ کا الاؤ ہے۔ ذرا بھی آگے بڑھتا تو بھسم ہو کر رہ جاتا۔ یہ سن کر وہ مزید پریشانی کے عالم میں اس کا منہ تکنے لگے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ بدل گیا ہے اور کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ بس یہ حیلے بہانے کررہا ہے۔ چنانچہ اس کی پسماندہ حالت دیکھ کر ایک اور بدحواس نے وہی پتھر اٹھایا اور آقاء علیہ السلام جب سجدے میں گئے تو یہ فوراً آپ ﷺ کی طرف لپکا کہ جو ابوجہل سے نہ ہوسکا وہ میں کروں گا۔ مگر کچھ ہی دور گیا کہ اس کے قدم بھی رک گئے اور واپس لوٹ آیا۔ لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہوگیا۔ چہرہ اترا ہوا، آنکھیں اتری ہوئی۔ جواب دیا کہ واقعۃً سامنے آگ کا دریا ہے۔

ابھی واقعات باقی ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ ہر مسلمان خصوصاً دین کے داعیوں اور علمائے کرام کے لئے کس قدر واضح مشعل راہ ہے۔ آقا ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کو ہر وہ تکلیف دی جارہی ہے جو ان کے بس میں تھی۔

دین پور شریف!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دین پور شریف کی بنیاد قطب الارشاد حضرت ابوالسراج خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ نے ۱۸۷۶ء میں خان پور کے مضافات میں ایک جنگل میں رکھی۔ جو حشرات الارض اور جنگلی جانوروں کا مرکز تھا۔ حضرت خلیفہ صاحب نے اپنے خدام اور رفقاء سمیت سب سے پہلے پختہ مسجد تعمیر کرائی۔ جس کی اینٹیں بنانے، پکانے اور تیار کرنے سمیت تمام کاموں میں حضرتؒ اپنے رفقاء کے ساتھ شامل رہے۔ دین پور شریف کے قیام اور آپ کی صحرا نشینی کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ آپ کی کشش باطنی کی وجہ سے لوگ جوق در جوق اللہ، اللہ سیکھنے کے لئے اس شمع ہدایت کے اردگرد جمع ہونے لگے خانقاہ میں رہبانیت نام کی کوئی گنجائش نہ رکھی اور حضرتؒ ''سید القوم خادمہم'' کے مصداق تمام کاموں میں خدام کا ہاتھ بٹاتے۔ جنگل کٹتا چلا گیا اور زمین آباد ہونے لگی۔ غرضیکہ چند دنوں میں حضرت کی برکت سے یہ غیر آباد اور ویران خطہ جنگل میں منگل کا سماں پیش کرنے لگا۔ دین پور شریف کے قیام کے پچاس سال بعد مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ دین پور شریف کی نقشہ کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دین پور شریف کی دنیا ہی نرالی تھی۔ وہ صحیح معنی میں دین پور تھا۔ قادری طریقہ پر ذکر جہر سے مسجد، خانقاہ اور بستی ہر وقت گونجتی رہتی تھی۔ اگر کوئی کسی کو آواز بھی دیتا تو پکارنے والا بھی ''اللہ، اللہ'' کہتا اور جواب دینے والا بھی ''الا اللہ'' ہی سے جواب دیتا۔ اس طرح اذان، ذکر جہر اور صدائے الا اللہ کے سوا کوئی بلند آواز سننے میں نہ آتی۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں جس میں صرف حضرت اور حضرت کے متعلقین آباد تھے۔ نیم خام، نیم پختہ چند مکانات جن کی تعداد شاید پانچ، سات سے زیادہ نہ ہو ایک سادہ سی مسجد چند خام حجرے ذاکرین کے لئے کچھ کھجوروں کے درخت جن کو دیکھ کر عرب کے بادیہ کی بستیاں یاد آتی ہیں۔ آب وہوا بھی بادیہ عرب سے ملتی جلتی تھی۔ مقیمین خانقاہ کے لئے ایک الگ لنگر تھا۔ جس میں خالص سندھی اور بہاولپوری مذاق کا ایسا کھانا تیار ہوتا جو قوت لایموت کا صحیح مصداق تھا۔''

(پرانے چراغ ص۱۴۹)

غرضیکہ دین پور شریف کا معاشرہ مذہب وسیاست کے امتزاج سے تیار کیا ہوا ایک مثالی معاشرہ تھا۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قدوۃ السالکین مرشد العلماء والمشائخ حضرت اقدس میاں عبدالہادی صاحبؒ جانشین بنے جو اپنے والد گرامی کی صحیح تصویر اور جانشین تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ جن کے خلفاء ہوں تو ان کی عظمت کا اندازہ آپ خود فرماسکتے ہیں۔

حضرت اقدس میاں عبدالہادیؒ ایک منزل یومیہ تلاوت فرماتے۔ نیز ان کی زبان ہر وقت ذکر خدا سے تر رہتی۔ حضرت کی خدمت میں بارہا حاضری ہوئی۔ اپنے والد اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی طرح

صاحب کشف بزرگ تھے۔ مریدین سے جب استفسار فرماتے کہ ذکر کرتے ہیں؟۔ مریدین اثبات میں جواب دیتے تو فرماتے کہ صرف نہر کی ارلی طرف یا پرلی طرف بھی۔ غرضیکہ اکابر کے صحیح نمونہ تھے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت درخواستیؒ نے آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت اقدس میاں سراج احمد صاحب کو جانشین مقرر فرمایا۔

حضرت میاں صاحب بہت ہی ذاکر وشاکر انسان ہیں۔ اپنی ولایت مزاج میں چھپا رکھا ہے۔ آپ کے صاحبزادوں میں حضرت اقدس میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم اپنے جدامجد اور جداعلیٰ کی صحیح تصویر ہیں۔ مزاج میں جلال ہے۔ لیکن خدام ختم نبوت کے لئے سراپا جمال ہیں۔ موصوف کے صاحبزادوں میں حضرت میاں زبیر احمد مدظلہ میں بھی خانقاہی اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ دین پور شریف کے تمام حضرات ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کا مصداق ہیں۔ اللہ پاک اس مرکز رشد وہدایت کو قیامت تک آباد وشاداب رکھیں۔

نواب شاہ شہر میں ایک بھرپور مظاہرہ اور ہڑتال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کی طرف سے گستاخانہ خاکے اور ہالینڈ کی طرف سے گستاخانہ فلم بنانے کے خلاف نواب شاہ سٹی میں ایک بھرپور احتجاجی مظاہرہ جامع مسجد کبیر اسٹیشن روڈ نوابشاہ کیا گیا۔ جو اسٹیشن روڈ سے ہوتے ہوئے گول چکرہ، مین بازار، موسی بازار، کپڑا مارکیٹ، کچہری روڈ سے ہوتے ہوئے پریس کلب تک اختتام پذیر ہوا۔

مظاہرے میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، مدارس کے طلباء کرام، شہری تنظیموں کے علاوہ سیاسی پارٹیوں نے بھی شرکت کی۔ شرکاء مظاہرین نے ڈنمارک، امریکا، ہالینڈ اور قادیانیت کے خلاف پلے کارڈ، بینرز، پرچم نبوی اور بائیکاٹ کرو بائیکاٹ، ڈنمارک سے بائیکاٹ کرو، نکال دو نکال دو ڈنمارک کے سفیروں کو، سرزمین پاکستان سے نکال دو۔ مردہ باد ڈنمارک مردہ باد، جو امریکا کا یار ہے، وہ غدار ہے کے پلے کارڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ نعروں سے نواب شاہ شہر گونج اٹھا۔ جب شرکاء مظاہرین نواب شاہ پریس کلب پہنچے یوں محسوس ہورہا تھا کہ شاید انقلاب آنے والا ہے۔

اس مظاہرے کے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا سراج الدین میمن نے ادا کئے اور مظاہرے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کے امیر مولانا مفتی محمد یونس MMA کے صدر مولانا حزب اللہ کھوسو، جماعت اسلامی کے امیر سرور احمد قریشی، مولانا ارشاد احمد حقانی، جماعت اہل سنت کے امیر قاری محمد حنیف عثمانی، ختم نبوت کے پریس ترجمان عزیز احمد حیدری، مولانا محمد انیس، شہری تنظیموں کے زمیداران عبدالقیوم قریشی، محمد مزمل قریشی (نائب ناظم مسلم لیگ یوتھ ونگ ن)، سمال ٹریڈرز نواب شاہ کے صدر محمد اسلم شیخ، جنرل ٹریڈرز نواب شاہ کے صدر محمد خالد، موبائل فون ایسوسی ایشن نواب شاہ کے صدر محمد نادر مرزا، رہبر عالمی پارٹی پاکستان کے صدر محمد ایس آزاد، جمعیت طلباء اسلام ضلع نواب شاہ کے صدر اشفاق احمد نوناری، جعفر آزاد اور کافی تعداد میں مقررین نے خطاب کیا۔

تذکرۂ اکابر!

مولانا غلام رسول دین پوری

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کی مجلس مبارک میں عصر کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا ایک واقعہ بیان ہوا کہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ دو آدمیوں کی دعوت پر ضلع جالندھر کے کسی گاؤں میں بغرض تبلیغ اسلام اور تردید مرزائیت کے لئے تشریف لے گئے۔ داعیان نے حضرت جالندھریؒ کو جس مکان میں ٹھہرایا تھا کیا دیکھا کہ مالک مکان کے نام کے بعد احمدی (جو علامت مرزائیت ہے) لکھا ہوا ہے۔ وہاں چونکہ مرزائی رہتے تھے تو حضرت جالندھریؒ بھانپ گئے کہ مجھے یہاں ٹھہرانے میں کہیں مرزائیوں کی طرف سے کوئی شرارت نہ ہو اور پھر بوقت شب میزبانوں اور دیگر مرزائیوں میں صلاح ومشورہ کی طوالت رہی کہ حضرت جالندھریؒ تردید مرزائیت پر تقریر نہ فرمائیں۔

خیر! اس وقت تو معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ صبح کی نماز کے بعد ذرا سا خواب استراحت ہوئے کہ آگے جمعہ کی نماز ہے۔ شاید آرام کے لئے وقت نہ ملے چلو تھوڑا آرام کرلوں۔ حضرت جالندھریؒ فرماتے ہیں کہ میں لیٹے لیٹے ان لوگوں کی گفتگو سنتا رہا اور دو آدمی تو میرے ساتھ مرزائیت کے بارے میں جھگڑنے کے لئے بھی آئے۔ مگر مجھے سویا ہوا سمجھ کر چلے گئے۔ پھر مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نہایت خوبصورت، صاحب وجاہت، آسمان سے سیدھے زمین پر نازل ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہی میں نے دریافت کیا کہ آپ کون بزرگ ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے نزول کا وقت تو ابھی دور ہے۔ آپ پہلے کیوں تشریف لائے؟۔ تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غصہ آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ جب تم لوگ میری حیات ثابت نہ کرو تو میں خود نہ آؤں تو اور کیا ہو۔

حضرت جالندھریؒ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت ناراض نہ ہوں۔ آپ کی حیات ثابت کرنا تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ضرور ثابت کروں گا۔ حضرت جالندھریؒ فرماتے ہیں کہ بیداری کے بعد میں نے اپنے بلانے والوں پر جو یہاں کے مرزائیوں کے رشتہ دار بھی تھے۔ واضح کر دیا کہ اگر یہاں کے مسلمان تردید مرزائیت کی اجازت نہیں دیں گے تو میں ہندوؤں سے بازار میں جلسہ کی جگہ لے کر بھی ردمرزائیت پر تقریر کروں گا۔ چنانچہ بعد از نماز جمعہ جامع مسجد میں مرزائیت کی تردید میں چار گھنٹے تقریر فرمائی۔

جب یہ واقعہ بیان ہوا تو اس پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ نے فرمایا کہ خواب میں تنبیہ ہوئی ہے کہ تقریر سے نہ رکا جائے۔ نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ حسب استعداد اللہ تعالیٰ کسی بزرگ یا کسی نبی یا حضور ﷺ کے ذریعہ ہدایت فرما دیتے ہیں اور مشکل مسئلہ کا حل نکال دیتے ہیں۔ (ارشادات رائے پوریؒ ص۱۷۷)

کامیابی کا واحد راستہ نبویؐ پیروی میں ہے!

صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

توہین آمیز خاکوں کے خلاف پاکستان میں ہونے والے مظاہرے بھی دنیا بھر کے معقول انداز فکر رکھنے والے لوگوں کو دعوت فکر دیتے ہیں اور ذرا اس پہلو پر غور کریں کہ ان کا میڈیا جو آزادی اظہار کے نام پر شیطانی کھیل کھیل رہا ہے۔ اس کے کیا بداثرات برآمد ہوں گے۔ جب کہ سپر پاور کہلانے والا امریکی سامراج صلیبی جنگ کی دھمکی ہی نہیں اس کا آغاز بھی کر چکا ہے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ سپر پاور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لیکن یہ جنگ اس مکارانہ انداز سے لڑی جارہی ہے کہ سادہ لوح مسلمان اس مکار کی چال کو ہی سمجھ نہیں پارہے۔

حالانکہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت بھی ہمارے نزدیک صلیبی جنگ کا ایک ہتھیار ہی ہے جو آزمایا جارہا ہے۔ مسلمان قوم تو اپنی غیرت ایمانی کا بھرپور مظاہرہ کر رہی ہے۔ جب کہ غلام ذہن کے حکمران اپنے اقتدار کی جنگ میں مگن ہیں۔ حالانکہ سفارت کاری کا فریضہ ادا کرتے ہوئے مسلم حکمرانوں کو چاہئے تھا بلکہ یہ ان کا فریضہ تھا کہ اقوام غیر کو باور کراتے کہ حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ پوری نوع انسانیت کے لئے مینارہ نور و ہدایت ہے۔ جس کی تعلیمات سرچشمہ ہدایت ہیں۔ جس کی ذات سراپا رحمت ہے اور جس نے انسان کو جھوٹے خداؤں کی غلامی سے نجات دلا کر شرف انسانی سے آگاہ کیا۔

اہل مغرب کی اس گھٹیا حرکت نے بجائے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کے مزید قریب کر دیا ہے جو مسلمان دنیا کی طرف مائل تھے اور یورپی ممالک کو اچھا سمجھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔ اس واقعہ سے یورپ والوں کی ذہنیت ان پر ظاہر ہوگئی ہے اور وہ یورپی روایات کو چھوڑ کر اسلامی روایات پر عمل کرنے لگے ہیں۔

یورپی اخباروں نے خاکے شائع کر کے بہت ہی گھٹیا حرکت کی ہے۔ شاید وہ عراق اور افغانستان میں اپنی شکست کا بدلہ مسلمانوں سے اس طرح لینا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اس واقعہ پر غور کریں تو ہم پر بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

۱...... کفار کے دل میں اسلام کے لئے نفرت موجود ہے۔ یہ نفرت شروع سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ کسی بھی قسم کی روشن خیالی کے پردے میں اس نفرت کو چھپا نہیں سکتے۔ یہ واقعہ بھی ان کی اسلام دشمنی کی ایک مثال ہے۔ وہ شروع سے ایسا کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ ایسا کرتے رہیں گے۔ لیکن ان کی اس حرکت سے ان کی اسلام دشمنی واضح ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۸ میں ارشاد ہے۔ جس کا مفہوم ہے۔

(نفرت ان کے منہ سے ظاہر ہوگئی۔ لیکن جو کچھ ان کے دل میں ہے وہ اس سے زیادہ بدتر ہے۔)

۲...... کفار مسلمانوں کو اذیت پہنچانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی ان کی چالوں سے آگاہ رہنا چاہئے اور غیر مسلموں پر بھروسہ کرنے کی بجائے آپس میں اتفاق اور محبت سے رہیں۔ یورپ میں آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنا جرم ہے تو پھر ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا جرم کیوں نہیں۔ اس معاملے میں وہ دوہری پالیسی کیوں اختیار کرتے ہیں۔

سب سے آخری اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمیں خود قرآن وسنت پر سختی سے عمل کرنا چاہئے اور دوسروں کو اس کی تلقین کریں کہ تم قرآن وسنت کو اپنا لو اور کفار کی سازشوں کو ناکام بنادو۔

کاروان ختم نبوت رواں دواں!

قسط نمبر:۲ رپورٹ: مولانا محمد عارف شامی مبلغ گوجرانوالہ

گزشتہ شمارہ میں کاروان ختم نبوت کے عنوان پر ۲۸ ختم نبوت کانفرنسوں کی اجمالی رپورٹ پیش کی تھی۔ اس شمارہ میں اس سے اگلے مرحلہ کی کانفرنسوں کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

۲۹...... ۲۰؍مارچ کو چک نمبر ۱۹ ؍رینالہ خورد میں جمعیت علمائے اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بعد از ظہر ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ اوکاڑہ، مولانا کلیم اللہ مہتمم جامعہ رشیدیہ، مولانا قاری سعید احمد، مفتی شاہد عمران، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری عبدالجبار، مولانا منصور الخطیب نائب ناظم جمعیت علمائے اسلام پنجاب اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

۳۰...... ۲۰؍مارچ بعد از عشاء جامعہ فریدیہ پاکپتن میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جامعہ فاروقیہ عارف والا کے مہتمم مولانا عبدالوہاب نے صدارت فرمائی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالحکیم، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، قاری محمد عثمان، شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۳۱...... ۲۱؍مارچ قبل از جمعہ جامع مسجد باغوالی وہاڑی میں حضرت حافظ شبیر احمد عثمانی کی زیر صدارت بہت بڑے اجتماع سے مولانا اللہ وسایا نے اور جامع مسجد دانیوال کے اجتماع سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے خطاب فرمایا۔

۳۲...... ۲۱؍مارچ عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ محی الاسلام عثمانیہ نئی لکڑ منڈی اوکاڑہ شہر میں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانی مدظلہ نے کی اور طلباء کرام کی سندات و دستار بندی کرائی۔ کانفرنس میں تلاوت حضرت مولانا قاری سعید احمد عثمانی خطیب گول چوک نے کی۔ نعت رسول مقبول مولانا یاسین ثاقب، مولانا عمران شاہد عارفی نے پیش کی۔ کانفرنس مولانا قاری محمد الیاس، مولانا قاری غلام محمد انور اور مولانا عبدالاحد صاحبان کی سرپرستی میں ہوئی۔ کانفرنس میں تحفظ ناموس رسالت اور ڈنمارک کے ناپاک خاکے زیر بحث رہے۔ علمائے کرام نے ڈنمارک سے اقتصادی بائیکاٹ اور ان ممالک کی مصنوعات سے قطع تعلق کی اپیل کی۔ مولانا اللہ وسایا نے سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ کانفرنس میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ ختم نبوت اوکاڑہ نے ادا کئے۔ جبکہ کانفرنس سے مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ممتاز احمد کلیار کے خطابات ہوئے۔ کانفرنس کے انتظامات میں حافظ محمود الحسن، قاری عبدالکریم، قاری محمد ابراہیم، حافظ عبدالشکور اور دیگر طلباء کرام جامعہ محی الاسلام پیش پیش رہے۔

۳۳...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس مسجد شیخ لاہوری میں

۲۲؍مارچ کو منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا، مولانا حق نواز خالد، جمعیت علماء اسلام کے میر کارواں مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، مولانا ضیاء الدین آزاد، شہباز احمد گجر، مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

۳۴...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب کے زیراہتمام ضلعی ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد ابوبکر صدیق المعروف بگڑ والی میں ۲۳؍مارچ کو منعقد ہوئی۔ جس سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، قاطع مرزائیت مولانا محمد اکرم طوفانی، فاضل نوجوان حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، ضلع خوشاب کے امیر قاری سعید احمد اسعد، مبلغ ختم نبوت خوشاب مولانا عبدالستار کے بیانات ہوئے۔ علماء نے کہا کہ ہم سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں۔ لیکن نبی آخرالزمان کی ناموس میں کوئی توہین برداشت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا اسلامی ممالک کے حکمرانوں کا یہ فرض ہے کہ توہین رسالت کرنے والے ممالک کے سفیروں کو اپنے ملک سے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر باہر نکال دیں۔ ورنہ غازی اس موقعہ پر پورے ضلع کے علمائے کرام بھی موجود تھے۔

۳۵...... ۲۴؍مارچ بعد از ظہر پہلا جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس زیرصدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد منعقد ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا یار محمد عابد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے بیانات ہوئے۔

۳۶...... ۲۴؍مارچ بعد عشاء جامع مسجد غوثیہ کندیاں میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا نذیر احمد، مولانا عبدالجلیل صاحب نے بطور خاص شرکت فرمائی۔

۳۷...... ہرنولی ۲۵؍مارچ بعد از ظہر۔

۳۸...... دریا خان ۲۵؍مارچ بعد از عشاء، ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب نے صدارت فرمائی۔ یادگار اسلاف مولانا محمد عبداللہ بھکر، مولانا غلام فرید، مولانا اللہ وسایا، ڈاکٹر دین محمد فریدی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالستار حیدری کے بیان ہوئے۔

۳۹...... ۲۶؍مارچ بعد از فجر جامعہ قادریہ بھکر میں مولانا اللہ وسایا صاحب کا بیان ہوا۔ بعد از ظہر جمن شاہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا قاری عبدالشکور اور دیگر کے بیانات ہوئے۔

۴۰...... ۲۶؍مارچ بعد عشاء جامع مسجد کرنال لیہ میں حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد چیف ایڈیٹر ماہنامہ لولاک کی زیرصدارت عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے مولانا سید عطاء المومن بخاری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد حسین، قاری عبدالشکور، مولانا عبدالستار حیدری کے بیانات ہوئے۔

۴۱...... جامع مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں ۲۷؍مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور علیہ السلام کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب اور دجال ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کا ایجنٹ، اسلام کا غدار اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج اور ملک

وملت کے غدار ہیں۔ دین کو مٹانے والے مٹ گئے اور مٹ جائیں گے۔ لیکن دین باقی رہے گا۔ حضرت مولانا ممتاز احمد کلیار صاحب نے ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ کانفرنس میں مولانا عبدالحمید حامد، قاری عبدالکریم ندیم، مولانا محمد ایوب، مولانا مسعود احمد سروری، قاری محمد اکرم صاحب، قاری محمد ادریس صاحب، مولانا مطلوب الرحمٰن، مولانا عبداللطیف، قاری محمد افضل برہانی، چوہدری محمد سعید، حضرت مولانا عبدالوارث، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بھی ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ کانفرنس کی نگرانی جامع مسجد ختم نبوت چناب نگر کے خطیب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے کی۔

۴۲...... بتیسواں سالانہ جلسہ سیرت النبی ﷺ جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں جمعۃ المبارک ۲۸ر مارچ کو حسب سابق شان وشوکت سے منعقد ہوا۔ جلسہ میں مولانا خان عابد حسین، مولانا صابر صفدر، مولانا اللہ یار، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر خطاب کیا۔ آخر میں جلسہ کے مہمان خصوصی مناظر اسلام، مولانا اللہ وسایا صاحب نے حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ حضور علیہ السلام کی ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب اور قادیانیوں کی شرانگیزیوں پر کڑی نگاہ رکھنے اور ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ پر زور دیا۔ جرمنی اور ہالینڈ اور ناروے میں حضور علیہ السلام کی توہین کی گئی اور آپ علیہ السلام کے خاکے شائع کئے گئے۔ ان ممالک کے ساتھ تجارتی اور سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں۔ آخر میں جلسہ پر آئے ہوئے مہمانوں کی ضیافت کی گئی۔

۴۳...... ۲۸ر مارچ بعد از عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پیپلز کالونی کریم پارک فیصل آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جامعہ تہذیب النساء کے مہتمم حضرت المکرم قاری قمر الزمان صاحب نے تمام تر انتظامات کے لئے دیدہ دل فرش راہ کئے ہوئے تھے۔

وکیل صحابہ حضرت مولانا محمد عالم طارق، مولانا ضیاء الدین، صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ پورے شہر کی دینی قیادت نے بھرپور سرپرستی سے کانفرنس کی رونق کو دوبالا کیا۔ بڑے عرصہ کے بعد بحمدہ تعالیٰ کانفرنس عظیم الشان طریقہ پر منعقد ہوئی۔

۴۴...... ۲۹ر مارچ کو مرکزی جامع مسجد جامعہ توحیدیہ میں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا قاری محمد الیاس، مولانا عبدالنعیم نعمانی نے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور اہتمام کیا۔ مولانا عبدالحق خان بشیر، مولانا عبدالکریم ندیم، جناب مہر محمد سلیم، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

۴۵...... ۳۰ر مارچ کو جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ میں بعد از مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر جامعہ فاروقیہ کے، وفاق المدارس سے سند حاصل کرنے والے طلباء کرام کی دستار بندی بھی کی گئی۔ حضرت مولانا قاری احمد مصدق قاسمی، حضرت قاری محمد اسحاق، حضرت مولانا فقیر اللہ اختر نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے سرتوڑ محنت فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے امیر

محترم سید شبیر احمد گیلانی کی سرپرستی وصدارت میں مغرب سے رات گئے تک کامیابی سے کانفرنس جاری رہی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالکریم ندیم اور دیگر حضرات کے مجاہدانہ بیانات ہوئے۔

۴۶...... ۳۱؍مارچ کو مرکزی جامع مسجد نارووال میں خطیب اسلام حضرت محمد یحییٰ محسن کی صدارت میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطیب اہل سنت مولانا عبدالحمید وٹو، خطیب اسلام مولانا عبدالکریم ندیم، خطیب ختم نبوت مولانا فقیر اللہ اختر، مجاہد اسلام مولانا محمد قاسم صدیقی، جناب مہر محمد سلیم، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

۴۷...... یکم؍اپریل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مکرم حضرت قاری حافظ محمد افضل شاکر کی زیرصدارت جامع مسجد وہاب ڈسکہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مجاہد اسلام، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد فیروز خان، مولانا اللہ وسایا، خطیب اسلام مولانا عبدالکریم ندیم کے بیانات ہوئے۔ شہر بھر کی دینی قیادت نے کانفرنس میں شرکت کی۔ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نے سٹیج سیکرٹری اور مولانا فقیر اللہ اختر نے انتظامات کی نگرانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

۴۸...... ۲؍اپریل بعد از نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد ختم نبوت ککنی والا گوجرانوالہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری، اقراء روضۃ الاطفال کے سیکرٹری جنرل مولانا مفتی خالد محمود، مولانا مفتی محمد خان، مولانا عبدالکریم ندیم، حضرت مولانا زاہدالراشدی، حضرت مولانا محمد عارف شامی اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ مولانا قاری گلزار احمد آزاد، حضرت مولانا عمر حیات نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

۴۹...... ۳؍اپریل بعد از ظہر بھون ضلع چکوال کی مرکزی جامع مسجد میں خدام اہل سنت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا قاضی ظہورالحسن صاحب کی سرپرستی وصدارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ علاقہ بھر سے خدام اہل سنت، جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفود نے شرکت کی۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا صاحبزادہ عبدالشکور، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

۵۰...... ۳؍اپریل بعد از مغرب مرکزی جامع مسجد بھمبر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا مفتی خالد میر، مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔

۵۱...... ۴؍اپریل قبل از جمعہ جامع مسجد حیات النبی ﷺ گجرات میں حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر کی سرپرستی میں مولانا اللہ وسایا نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔

۵۲...... ۴؍اپریل بعد از عشاء مرکزی جامع مسجد منڈی بہاؤالدین میں حضرت مولانا قاسم مبلغ، مولانا قاری عبدالواحد، مولانا مفتی خالد میر، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ شہر بھر کی دینی قیادت نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور سرپرستی سے سرفراز فرمایا اور بطور خاص شرکت سے ممنون فرمایا۔

۵۳...... ۵؍اپریل مرکزی جامع مسجد ونیکے روڈ حافظ آباد میں یادگار اسلام حضرت مولانا محمد الطاف

صاحب کی سرپرستی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا ضیا الدین آزاد، مولانا محمد عارف شامی، مولانا حافظ عبدالوہاب، جناب رشید احمد اختر، مولانا منصور الخطیب، مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ہوئے۔

۵۴...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۶؍اپریل بعد از عشاء جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ چیچہ وطنی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مقررین نے مطالبہ کیا ہے کہ نئی منتخب حکومت قادیانی اوقافوں کو سرکاری تحویل میں لینے کا اعلان کرے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کی نظر بندی، عدلیہ کا بحران اور خودکش حملوں میں قادیانیوں کی سازشوں اور شامل ہونے کا نوٹس لے اور سابقہ دور میں ہونے والی ریکارڈ قادیانیت نوازی کا سدباب کرے۔ کانفرنس معروف روحانی شخصیت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا عزیز احمد کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں وکیل صحابہ مولانا محمد عالم طارق، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، جمعیت اہل حدیث کے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، جمعیت علماء اسلام کے مولانا مفتی محمد عثمان، مولانا ضیاء الدین آزاد، پیپلز پارٹی کے حاجی محمد ایوب، مسلم لیگ (ن) رائے مرتضٰے اقبال، راؤ محمد اسلم، شیخ عبدالغنی، انجمن تاجران کے شیخ محمد حفیظ، گورنمنٹ کالج کے پرنسپل پروفیسر جاوید منیر، خانقاہ عزیزیہ کے سجادہ نشین، پیر جی عبدالحفیظ، مدرسہ عزیز العلوم کے بانی پیر جی عبدالجلیل، مدرسہ تجوید القرآن کے پیر جی عبدالرحمان، پیر جی عبدالقدیر، پیر جی عبدالوحید، مفتی محمد یاسر جالندھری کے علاوہ حافظ محمد اصغر عثمانی، مولانا اظہار الحق، مولانا احمد ہاشمی، قاری زاہد اقبال اور رانا احمد شہزاد نے شرکت و خطاب کیا۔ مقررین نے ساہیوال میں قادیانیوں کے مقامی صدر ابرار احمد کی غیر قانونی اور اشتعال انگیز ارتدادی، تبلیغی سرگرمیوں کے خلاف ضلعی پولیس سے شدید احتجاج کرتے ہوئے 298-C کے تحت مقدمات درج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

۵۵...... ۱۱؍اپریل کو مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے دو اجلاس منعقد ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری نے قبل از جمعہ کے اجتماع سے ایمان پرور خطاب فرمایا۔

اسی روز بعد از عشاء آخری اجلاس سے قائد جمعیت مفکر اسلام مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے خطاب فرمایا۔ مولانا افتخار احمد حقانی، سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پنجاب، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شیخ الحدیث مولانا ارشاد احمد، شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم، خطیب اسلام حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالماجد صدیقی، حافظ بشیر احمد صاحب وہاڑی اور لیہ، چوک اعظم، کبیر والا، بہاولپور، جلالپور، وہاڑی، کچا کھوہ، خانیوال، لودھراں، مظفر گڑھ، غرضیکہ ملتان و بہاولپور، ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے علماء نے بطور خاص اس میں شرکت سے سرفراز فرمایا۔

مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد یعقوب، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالرشید غازی سمیت مبلغین حضرات نے کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی کی۔ فلحمد للہ! یوں یکم محرم الحرام سے مجلس کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنسوں کا پہلا مرحلہ آج کے عظیم الشان اجتماع سے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ فلحمد للہ اولاً واخراً!

حضرت قاری امیر الدین کا سانحہ ارتحال!

خالد الحسینی

امام القراء حضرت قاری امیر الدینؒ گھوٹکی سندھ کی نابغہ روزگار شخصیت تھی۔ جن کے فیض سے نہ صرف پاکستان مستفیض ہوا۔ بلکہ ان کے فیض سے ایران اور افغانستان بھی فیضیاب ہوئے۔ حضرت قاری صاحب کو علم تجوید میں بڑا مقام حاصل تھا۔ بلکہ آپ اپنے فن کے امام تھے۔ آپ نے علم تجوید میں بہت سارے رسائل لکھے۔ آخری زمانہ میں فن تجوید پر ایک ضخیم کتاب لکھ رہے تھے جو تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن کتاب کے شائع ہونے سے پہلے حکم ربی آ پہنچا جس پر لبیک کہتے ہوئے آخرت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحب کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ ملنساری اور خوش اخلاقی آپ کے خصوصی اوصاف میں شامل تھی جو ایک بار ملا تو بار بار ملنے کے لئے مجبور ہوا۔ ہر ملنے والا شخص آپ کا گرویدہ بن جاتا تھا۔

حضرت قاری امیر الدینؒ گھوٹکی سندھ کے مردم خیز شہر سے دو کلومیٹر مغرب کی طرف گوٹھ پنجو باغ گھوٹو میں ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں حاصل کی۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے لئے آپ خیر پور میرس کے مدرسہ حفظ القرآن میں داخل ہوئے۔ فارسی کی تعلیم مولانا امیر الدین اندھڑ کے ہاں مدرسہ قاسم العلوم میں حاصل کی۔ عربی کی ابتدائی کتب کی تعلیم جامعہ اشرفیہ سکھر میں حاصل کی۔ اسی دوران قاری عبدالحفیظ قریشی کے ہاں کچھ قرأت کے اسباق پڑھے اور مزید علم تجوید حاصل کرنے کے لئے حضرت قاری محمد علی مدنی شکار پور والوں کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ جہاں پر سبع عشرہ قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ عربیہ اشرفیہ شکار پور میں کافیہ تک تعلیم حاصل کی۔ علم تجوید حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے استاد کے حکم پر ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۹ء تک مدرسہ شمس العلوم کرڑاہ ضلع خیر پور میرس میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد مسلسل پانچ سال تک مدرسہ اشاعت القرآن لاڑکانہ میں فن تجوید کی خدمت کرتے رہے۔ ایک سال مدرسہ بدر العلوم بچل شاہ میانی سکھر میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۴۰۳ ہجری میں اپنے شہر گھوٹکی میں مدرسہ تجوید القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس میں پاکستان کے علاوہ ایران، افغانستان اور قطر کے طلباء نے علم تجوید حاصل کیا۔

حضرت قاری صاحب نے سندھ بلوچستان اشاعت التجوید کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد بھی رکھی۔ جس میں سندھ اور بلوچستان کے ۲۵۰ مدارس منسلک ہوئے۔ ہر سال اس تنظیم کے ماتحت امتحانات ہوتے جس میں ہزاروں کی تعداد میں حفاظ اور قراء حضرات نے امتحانات دے کر قرأت کی سند حاصل کی۔ آپ تحصیل گھوٹکی میں جمعیت علمائے اسلام کے ناظم عمومی بھی رہے۔

۱۹۸۹ء میں تقدس رمضان المبارک کے لئے حضرت قاری صاحب ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے مخالفین کی طرف سے گولی لگنے کی وجہ زخمی ہوئے۔ مگر اس کے باوجود انتظامیہ پر دباؤ ڈال کر ہمیشہ کے لئے ہوٹلوں کو بند

کرا کے رمضان المبارک کے تقدس کو بحال کروایا۔ حضرت قاری صاحب شعبان المعظم کی تعطیلات میں سندھ اور بلوچستان کے مختلف مدارس میں دورہ تجوید پڑھاتے تھے۔ آپ نے چار بار حج بیت اللہ اور عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ آخری عمر میں مسلسل محنت کی وجہ سے بہت کمزور اور علیل ہوگئے تھے۔ کافی عرصہ سے بلڈ پریشر اور شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ فروری ۲۰۰۸ء میں فالج کا حملہ ہوا۔ علاج جاری رہا لیکن: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' آپ ۲۹ فروری ۲۰۰۸ء بروز جمعۃ المبارک کو سول ہسپتال نواب شاہ میں واصل باللہ ہوگئے۔ اگلے دن پیر آف ہالیجی شریف حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار کے قریب علماء کرام اور حفاظ وقراء نے آپ کے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سات فرزند عطا فرمائے جن میں قاری خلیل احمد و مولوی حسین احمد اپنے والد مرحوم کے ادارہ کو چلانے میں دن رات مصروف عمل ہیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس کوٹری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری سندھ کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد ختم نبوت میں منعقد ہوئی۔ جس میں علاقہ کے علماء کرام اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کے انتظامات عالمی مجلس حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے سنبھال رکھے تھے۔ جب کہ مہمانوں کی خاطر مدارت کے لئے جماعت کوٹری کے امیر جامع محمد زمان خان نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جماعت ختم نبوت میر پور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے احسن طریقے سے سرانجام دیئے۔ بدین ضلع کے مبلغ مولانا محمد یعقوب، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اہل اسلام نے ہمیشہ رسالت مآب ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بھرپور قربانیاں دی ہیں۔ موجودہ دور کے تمام گستاخ یہ سن لیں کہ مسلمان مر تو سکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عوامی رابطہ مہم کے سلسلے میں پنجاب سندھ اور بلوچستان کے بعض اضلاع میں کانفرنس شروع کردیں ہیں۔ مولانا قاری کامران احمد اور مولانا محمد عبداللہ سندھی نے بھی بھرپور انداز میں خطاب فرمایا۔ عوام الناس سے ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک کا اقتصادی بائیکاٹ کریں۔

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس عارف والا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام عارف والا کے زیر اہتمام بلدیہ گراؤنڈ میں ۱۰ اپریل تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری عبید الرحمٰن اور قاری منیر نے کی۔ حافظ نعیم اللہ، حافظ محمد ساجد، قاری محمد آصف سعیدی اور اویس برادران نے ثناء خوانی کے فرائض احسن انداز میں سرانجام دیئے۔ جب کہ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماء شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد اسماعیل محمدی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا بشیر احمد شاد، اہل سنت والجماعت کے مولانا عبدالخالق رحمانی، قاضی خالد محمود ایڈووکیٹ سمیت متعدد مقررین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی میزبانی، مہمانداری کے فرائض حضرت مولانا عبدالوہاب، مولانا محمد صدیق، عبدالقیوم، میاں عطاء اللہ اور قاری عبدالستار حیدری نے خیر وخوبی سے سرانجام دیئے۔

حاجی سید شاہ محمد آغا کی رحلت!

فیاض حسن سجاد

مجاہد ختم نبوت، ترجمان علماء حق، حاجی سید شاہ محمد آغا نے ۵؍ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۴؍مارچ ۲۰۰۸ء علی الصبح فجر کی اذان کے ساتھ ہی داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا کو اہل دنیا کے سپرد کر کے راہی ملک بقا ہو گئے۔ رحلت کے وقت ان کی عمر ۸۶ برس تھی۔ انہوں نے چالیس سال حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان ختم المرسلین کے جانثار سپاہی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

حاجی سید شاہ محمد آغا پشین کی کلی مسے زئی میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار حاجی سید محمد جان تاجر تھے۔ جو ابتداء میں گانگلوئی سیداں میں رہائش پذیر تھے۔ کاروبار کے لئے کلی مسے زئی میں آباد ہو گئے اور بعد میں ۱۹۴۰ء کو کوئٹہ آ گئے اور مستقل یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

حاجی سید شاہ محمد آغا نے دینی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ چند سال سندھ کے شہروں میں کپڑے کا کاروبار کرتے رہے۔ بعد میں کوئٹہ آ گئے اور ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرنے لگے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام کی حمایت کرتے تھے۔ ابتداء میں افغانستان کی تحریک اسلامی طالبان کی بھی بڑی مالی مدد کی۔

۱۹۷۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوئے اور انتہائی سرگرم ہو گئے۔ علماء کرام نے ان کی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ان کو نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان مقرر کیا۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی، فتنہ قادیانیت کے محاذ پر بڑی قربانیاں دیں۔ حاجی سید شاہ محمد آغا مرحوم اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ اور حاجی رفیق بھٹی مرحوم کا قادیانی فتنے کے خلاف پاکستان کی تاریخ میں بڑا کارنامہ ہے جو تاریخ کا حصہ اور ایک اعزاز ہے کہ انہوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت سب سے پہلا مقدمہ ایک قادیانی کے خلاف درج کرایا اور ملک میں سب سے زیادہ قادیانیوں کے خلاف مقدمے کوئٹہ میں درج ہوئے۔ اس جری مجاہد نے سٹی مجسٹریٹ کی عدالت سے سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ تک ان مقدموں کی پیروی کی۔ بلوچستان میں شاتمین رسول اور شعائر اسلام، قرآن پاک کی توہین کے تمام مقدموں کی پیروی کی، ہر پیشی پر پیرانہ سالی کے باوجود عدالت میں موجود ہوتے اور پیشی کے لئے کئی کئی گھنٹے انتظار کرنا پڑتا۔ جب وہ شدید بیمار ہوئے خود بھی اور سبی میں پیشی پر نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن اپنی گاڑی اور بیٹے کو بھیج دیتے تھے کہ وہ علماء اور مجلس کے رہنماؤں کو لے جائے تاکہ ان کو سفر میں تکلیف نہ ہو۔

ایک مرتبہ شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے کہا کہ حاجی صاحب آپ نبی اکرم ﷺ کے ناموس کے لئے قربانی دے رہے ہیں اور یہ آپ کی شفاعت کے لئے کافی ہے۔ وہ مجلس کے کاموں میں بڑی جانفشانی اور تندہی سے حصہ لیتے تھے۔ مجلس کی ترقی اور استحکام میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ وہ مجلس کی ضروریات کے بارے میں فکرمند

رہتے۔ نئے دفتر (موجودہ دفتر) کی خریداری اور چندہ کی فراہمی میں غرض ہر مرحلہ میں پیش پیش رہتے۔

ان کی سعی اور محنت قابل رشک تھی۔ وہ نہایت ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر خواجہ خواجگان رئیس اتقاء حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کندیاں شریف کے گرویدہ تھے اور ان سے بیعت تھے۔ انتہائی مہمان نواز تھے۔ پاکستان کے تمام اکابر علماء ان کے مہمان ہوتے تھے۔ جن میں مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کندیاں شریف، شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا اسفند یار خان، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا فضل الرحمٰن، مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی جمیل احمد خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی خالد محمود اور دوسرے علماء اکثر و بیشتر مہمان ہوتے تھے۔ وہ علماء اور دینی رہنماؤں کو اپنے دستر خوان پر دیکھ کر خوشی محسوس کرتے تھے۔

وہ بیماری کی حالت میں دفتر ختم نبوت آتے اور رپورٹ لیتے اور ہدایات جاری کرتے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا ادراک دیا تھا۔ وہ قادیانیوں کی سازش سے فوراً آگاہ ہو جاتے تھے۔ مجلس کے اجلاس میں وہ اپنی رائے اور رفیصلہ نہیں ٹھونستے تھے۔ بلکہ جمہوری انداز میں فیصلہ کراتے۔ اکثر ان کی بات کو حرف آخر فیصلہ تصور کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ جو بات کرتے اس میں اخلاص ہوتا تھا۔

انہوں نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کردار ادا کیا اور کئی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کے سانحہ ارتحال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد اور سیکڑوں علماء کرام نے شرکت کی تدفین کے وقت ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ان کے جنازہ نے مولانا سید شمس الدین شہید اور ایمل کاسی کے جنازہ کی یاد تازی کردی۔ انہوں نے پسماندگان میں پانچ صاحبزادے چھوڑے ہیں۔ ہماری دعاء ہے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور ختم نبوت کے دینی محاذ پر کام کریں۔ ان کے جملہ پسماندگان کو صبر مع الاجر کی نعمت سے نوازے۔

جماعت ہفتم کی پنجابی کتاب سے متنازعہ عبارت حذف کردی گئی

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب نے پنجابی کی دوجی کتاب ترمیم شدہ برائے جماعت ہفتم میں متنازعہ قادیانی غیر مسلم عبارت ''اوس ویلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نوں وفات پائیاں پنج سو اکہتر ورہے ہو چکے سن'' کو نئے تعلیمی سال برائے 09-2008 سے خارج کر کے نئی عبارت ''اوس ویلے عیسوی کیلنڈر دا پنج سو اکہتر واں (۵۷۱) ورہا سی'' درج کردی گئی ہے۔ اس امر کی اطلاع پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کی نائلہ صدف سبجیکٹ پنجابی اینڈ فزیکل ایجوکیشن نے ایک مراسلہ کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد کو دی ہے۔ جنہوں نے ایک یادداشت کے ذریعہ وزیراعظم پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ پنجابی کی دوسری کتاب میں غیر مسلم قادیانی جماعت کی متنازعہ عبارت شامل کرنے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے اور متنازعہ عبارت کو کتاب سے حذف کردیا جائے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے۔ جس پر پرائم منسٹر سیکرٹریٹ نے اس کیس کو ضروری کارروائی کے لئے سیکرٹری تعلیم پنجاب کو ارسال کردیا تھا۔ جس پر عبارت تبدیل کردی گئی۔

حیات عیسیٰ علیہ اسلام!

قسط نمبر:۵

پروفیسر سید شجاعت علی شاہ

۱...... براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷ پر مرزا قادیانی کی شاعری کا ایک نمونہ ہے۔ لمبی نظم کے چھٹے شعر میں اپنا تعارف یوں کراتا ہے کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

۲...... ’’من گفتم که حجراسود منم‘‘ میں کہتا ہوں کہ میں حجر اسود ہوں۔

(حقیقت الوحی ص ۴۱، در حاشیہ اربعین ص ۱۶)

۳...... ’’خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا۔‘‘ (حاشیہ اربعین ص ۱۶)

۴...... ’’براہین احمدیہ میں اول خدا نے میرا نام مریم رکھا۔‘‘ (کشتی نوح ص ۶۶، تریاق القلوب ص ۱۵۵)

۵...... ’’خدا نے ۳۶ برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴، تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۷)

۶...... ’’چنانچہ ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے۔‘‘ (نزول مسیح حاشیہ ص ۴)

۷...... ’’یہی احمدی جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔‘‘

(رسالہ الحکم ج ۱۱، شمارہ ۲۰، مورخہ ۱۰ ارجون ۱۹۰۷ء)

۸...... ’’خدا تعالیٰ نے اس الہام میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جبکہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اور اس طور پر میں ابن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷)

مرزا کا خاندان

’’میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے معجون مرکب ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۱۵۹)

دراصل مرزا قادیانی مغل برلاس تھے۔ یہاں مرزا قادیانی نے جو خون کے معجون مرکب کی بات کی ہے اگر بالفرض کسی دوسرے شخص نے ان کے بارے میں یہ بات کہی ہوتی تو ہم اسے انتہائی نازیبا اور بیہودہ کہتے۔ مگر بننے والے نبی کی اپنی ذات کی پہچان ہے:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳)

اخلاق وعادات

مرزا قادیانی کی گفتگو میں فحش کلامی اور بدزبانی کا اثر موجود تھا۔ حتیٰ کہ انبیاء بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے کلام میں انتہائی رکیک جملے پڑھے جاسکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

’’آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷)

’’میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز ج اول ص ۱۲۲، ۱۹۰۶ء)

’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔‘‘ (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۵)

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۴۷ پر اپنی کتابوں کا ذکر کر کے ان کے نہ ماننے والوں کے لئے ’’ذریۃ البغایا‘‘ کا لفظ استعمال کیا ہے جو ایک بدترین گالی ہے۔ جس کے اگر انتہائی محتاط معنی بھی کئے جائیں تو ’’بدکار عورتوں کی اولاد‘‘ ہوتے ہیں اور اگر حقیقی روح دیکھی جائے تو وہ لفظ لکھنے کے قابل نہیں۔

نجم الہدیٰ نامی کتاب خزائن ج ۱۴ ص ۵۳ دیکھئے۔ ایک شعر میں مرزا قادیانی کہتا ہے جس کا ترجمہ ہے:

’’دشمن ہمارے جنگلوں کے خنزیر اور ان کے عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔‘‘

مرزا قادیانی کی گالیوں کی حروف تہجی کے حساب سے مرتب شدہ فہرست مولانا نور محمد کی کتاب ’’مغلظات مرزا‘‘ میں تفصیل سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اب مرزا قادیانی کی ذاتی زندگی کے چند نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کیا نبی کے یہ لائق ہے۔ مرزا قادیانی کے ایک مرید مفتی محمد صادق نے ’’ذکر حبیب‘‘ کے نام سے ایک کتاب تالیف کی۔ اس کے صفحہ ۳۸ پر یہ واقعہ تحریر ہے کہ:

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اندر خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں گھڑا رکھا ہوا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر ننگی بیٹھ کر نہانے لگی۔‘‘

سیرۃ المہدی صفحہ۲۱۳ ج ۳ میں ہے کہ: ’’رات کو عورتیں پہرہ دیتی تھیں اور مرزا قادیانی کا فرمان تھا کہ جب سوتے میں کوئی بات کروں تو مجھے جگادینا۔‘‘

سیرۃ المہدی صفحہ۲۷۳ ج ۲ میں لکھا ہے کہ: ’’ڈاکٹر عبدالستار بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک لڑکی زینب بیگم تین ماہ تک مرزا قادیانی کی خدمت میں رہی۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات نصف رات یا اس سے زیادہ دیر پنکھا ہلاتے گزر جاتی۔‘‘

سیرۃ المہدی ج ۳ صفحہ ۲۱۰ میں لکھتا ہے کہ: ’’بھانو نامی ملازمہ حضرت کے پاؤں دباتی تھی۔‘‘

الفضل ۲۰ر مارچ ۱۹۲۸ء غلام محمد قادیانی نے ایک مضمون میں اپنی بیوی عائشہ کے متعلق لکھا کہ: ’’پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود پاس آئیں۔ حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔‘‘

اس طرح کے اور کئی انوکھے واقعات مرزا قادیانی کی زندگی کا حصہ ہیں۔ مگر اس وقت کے سنجیدہ لوگ بھی ان حرکات کو ناپسند ضرور کرتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے کے ان کے اپنے اخبار ’’الحکم‘‘ جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۱۳، ۱۳ر اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک مرید محمد حسین قادیانی کے اعتراض پر کہ حضرت جوان لڑکیوں سے پاؤں کیوں دبواتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مرید خاص فضل دین قادیانی نے جواب دیا کہ: ’’وہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں۔ بلکہ موجب رحمت و برکت ہے۔‘‘

اب آخر میں چند گزارشات قادیانی حضرات کے لئے۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ:

’’خدا ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کو تازہ کرے گا...... اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح یہ طلب ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں۔ یہود اور نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ لو؟۔ (حقیقت الوحی ص۱۹۳، خزائن ج ۲۲ ص۲۰۰، ۲۰۱)

اس بیان کی روشنی میں مرزا قادیانی جو تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں تشریف لائے یا انیسویں صدی عیسوی کے آخر اور بیسوی صدی کے شروع میں اگلے جہان کو سدھار گئے۔ وہ اس صدی کے مجدد تھے اور چونکہ وہ صدی آخری تھی۔ اس لئے وہ مسیح تھے۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم کے دنیا میں آ کر فوت ہونے کے بعد پھر قیامت ہی ہوگی تو اس حساب سے اب ہمیں قیامت میں ہونا چاہئے اور یہ دنیا ختم ہوچکی ہونی چاہئے۔ مگر اکیسویں صدی کے دن پھر گزر رہے ہیں اور پندرھویں صدی ہجری بھی ایک تہائی کے قریب ہوچکی ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا جھوٹ اب تو مان لینا چاہئے کہ وہ نہ مسیح تھا، نہ مہدی، مہدی بھی پیدا ہوگا اور عیسیٰ ابن مریم بھی نازل ہوں گے۔ پھر وہ سب کچھ ہوگا جو احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ ہے۔

اب آخر میں مرزا قادیانی کا انجام بھی اس کی اپنی زبانی پڑھ لیجئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو خطاب کر کے مرزا قادیانی نے کہا کہ: ’’پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ) پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔‘‘ (اشتہار مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے آخری فیصلہ مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا قادیانی کی زندگی میں ہر آفت آسمانی سے بالکل محفوظ رہے اور مرزا قادیانی کا خدا کی طرف سے نہ ہونا ثابت ہو گیا اور مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس سال بعد بقضائے الٰہی طبعی موت سے اس جہان فانی سے باعزت رخصت ہوئے اور خود مرزا قادیانی پر خدا کے ہاتھوں ایسی آفت وارد ہوئی جسے مرزا قادیانی نے خود سزا تجویز کیا تھا۔ اس کا ذکر مرزا قادیانی کے مقدس مرید اور قابل احترام خسر میر ناصر نواب کی زبانی سنئے:

’’حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مکان پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں آپ نے نہیں فرمائی کہ دوسرے روز دس بجے کے قریب آپ کا انتقال ہو گیا۔‘‘ (حیات ناصر ص۱۴)

اوپر اشتہار میں واضح طور پر ہیضہ کو خدائی سزا کہا گیا ہے جو مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے لئے تجویز کی۔ مگر وہ تو ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تا دیر زندہ رہے اور مرزا قادیانی جھوٹا ثابت ہو کر خود اس مجوزہ سزا میں مبتلا ہو کر آنجہانی ہوا اور اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے اور ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ڈنمارک کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری کے زیر اہتمام ڈنمارک کے اخبارات میں شائع ہونے والے گستاخانہ خاکوں کے خلاف ایک بھرپور احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ جس میں کوٹری شہر، سائٹ ایریا، جام شورو اور مضافات کے کثیر تعداد میں عوام اور علماء کرام نے شرکت کی۔ احتجاجی مظاہرہ کا آغاز بعد نماز جمعہ ریلوے پھاٹک چوک پر ہوا۔ مظاہرین نے کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے۔ جس پر توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا گیا تھا۔ مظاہرہ سے خطاب کرنے والوں میں مولانا بشیر احمد تونسوی، مولانا عبدالغفور مدنی، مولانا حافظ ظہور اور مولانا غضنفر ربانی، مولانا عبدالمجید بالیچوی، مولانا غلام رسول، مولانا قاری محمد شاہد، مولانا مفتی محمد عمر، مولانا حبیب اللہ، مولانا محمد عمر، مولانا عبدالصمد ریکسانی، مولانا محمد قاسم خارانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی شامل تھے۔ مقررین نے اپنے خطاب میں اہانت رسول کو بڑا جرم قرار دیتے ہوئے اہانت رسول کے مجرم کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانیوں کی در پردہ مہم!

مولانا زاہد الراشدی

اخباری اطلاعات کے مطابق گزشتہ روز انڈونیشیاء کے دارالحکومت جکارتہ میں ہزاروں مسلمانوں نے صدارتی محل کے باہر مظاہرہ کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس سے قبل ایک حکومتی پینل کی طرف سے بھی یہ تجویز آ چکی ہے کہ خلاف اسلام عقائد کی وجہ سے قادیانیوں پر پابندی عائد کی جانی چاہئے۔ جب کہ قادیانی جماعت کی طرف سے کہا گیا ہے کہ انہیں دوسری کمیونٹیز کی طرح انڈونیشیاء کے دستور کے مطابق تحفظ حاصل ہے۔ لیکن مسلم اکثریت کے ممالک میں انہیں اس سلسلہ میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

قادیانی اس سال دنیا بھر میں اپنے مذہب کی صد سالہ تقریبات منانے میں مصروف ہیں۔ اس حوالہ سے کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا لاہور میں انتقال ہو گیا تھا اور اس کے بعد قادیانی مذہب کو ایک صدی مکمل ہو گئی ہے۔ قادیانیوں کی یہ صد سالہ تقریبات دنیا کے مختلف حصوں میں منعقد کی جارہی ہیں اور انہیں یہ شکوہ ہے کہ پاکستان میں ان کی سرگرمیوں پر پابندی کی وجہ سے انہیں پاکستان میں ایسی تقریبات منعقد کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہے۔

جہاں تک قادیانیوں کے مذہب کے ایک سو سال مکمل ہونے کا تعلق ہے۔ یہ بات تاریخی طور پر درست ہے کہ مرزا قادیانی نے نئی نبوت اور نئی وحی کے دعوے کے ساتھ ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالی تھی اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے اسی بنیاد پر قادیانیت کو اسلام سے الگ بلکہ اس کے انحراف پر مبنی ایک نیا مذہب قرار دے کر اس سے لاتعلقی کا واضح اعلان کر دیا تھا۔ اسے ایک صدی کا عرصہ بیت گیا ہے۔ لیکن قادیانی گروہ اس بات کو جس طرح اپنی سچائی کی دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے وہ نہ صرف غلط بلکہ مضحکہ خیز بات ہے۔ اس لئے کہ کسی مذہب پر سو سال کا عرصہ گزر جانا اور اس کے پیروکاروں کا دنیا میں اتنے عرصے کے بعد بھی موجود ہونا اس کی صداقت اور حقانیت کی دلیل نہیں بن جاتا۔ ورنہ بہاء اللہ ایرانی کے ایجاد کردہ بہائی مذہب کی عمر قادیانیت سے زیادہ ہے اور اس کے پیروکار بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں موجود ہیں اور سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ بلکہ بلوچستان ذکری فرقہ کی تاریخ تو اس سے بھی زیادہ پرانی ہے۔ جس کے بانی ملا محمد اٹکی نے غلام احمد قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی کی طرح ہی مہدی ہونے کے دعوے کے ساتھ اپنے مذہب کا آغاز کیا تھا اور پھر نبوت اور وحی کا خود ساختہ مقام حاصل کر کے اپنے اردگرد پیروکاروں کا اچھا خاصا ہجوم اکٹھا کر لیا تھا۔ جو کم و بیش چار صدیاں گزرنے کے باوجود اب بھی موجود ہیں اور اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

صد سالہ تقریبات کے نام پر اپنے پیروکاروں کو نفسیاتی تسلی دینے کی کوشش کر کے قادیانی امت کے راہنما اپنے عزائم میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ ان کی تمام تر کوششوں اور ان کے مغربی آقاؤں کے

تمام تر دباؤ کے باوجود دنیا کے کسی بھی حصے کے مسلمان قادیانیوں کو اپنے وجود کا حصہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی مستقبل میں اس کا کوئی امکان نظر آتا ہے۔

قادیانیوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ نئی نبوت اور نئی وحی کے دعوے کے باوجود انہیں مسلمانوں کا حصہ سمجھا جائے اور مسلمانوں کے داخلی فرقوں کی طرح قادیانیت کو بھی ایک مسلمان فرقے کے طور پر قبول کر لیا جائے۔ ان کی اس کوشش کو ہر دور میں مغربی استعمار کی مکمل پشت پناہی حاصل رہی ہے اور اس وقت بھی مغربی ممالک اور بین الاقوامی لابیوں کا حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا دستوری فیصلہ واپس لیا جائے اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ پاکستان کی نو منتخب قومی اسمبلی سے کسی حیلے بہانے کے ساتھ اس نوعیت کا کوئی فیصلہ اسی سال لینے کی کوشش کیجائے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس سلسلہ میں پیپر ورک ہو رہا ہے اور مغربی ممالک کے سفارت خانے اس کے لئے لابنگ کر رہے ہیں۔ لیکن کیا ایسی کوئی کوشش کامیاب ہو جائے گی؟ تمام تر بین الاقوامی دباؤ اور اندرون خانہ سازشوں کے باوجود اس سوال کا جواب اثبات میں دینا آسان نہیں ہے اور قادیانی گروہ کے ترجمان نے اسی پریشانی کا مذکورہ بالا بیان میں اظہار کیا ہے۔

قادیانی گروہ کے قائدین نے جن پریشانیوں اور دشواریوں کا ذکر کیا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں ہے۔ لیکن یہ پریشانیاں اور دشواریاں خود ان کی اپنی پیدا کردہ ہیں اور اس کا علاج بھی انہی کے پاس ہے۔ وہ اپنے ہی دعوے اور عمل کے منطقی نتائج کو قبول کرنے سے انکار کرتے رہیں گے اور دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپنے کو تسلیم کرانے کی ضد نہیں چھوڑیں گے تو ان پریشانیوں سے آخر کس طرح نجات حاصل کر سکیں گے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی ہے۔ اس پر باقاعدہ وحی بھی آتی ہے اور اس نبوت اور وحی پر ایمان نہ لانے والے دنیا بھر کے مسلمان کافر ہیں تو اس صورت میں قادیانیوں کا خود کو مسلمانوں کے حصہ اور ایک مسلمان فرقہ کے طور پر پیش کرنے اور دنیا سے اپنی اس خود ساختہ حیثیت کو ہر حال میں تسلیم کرانے کے موقف کو آخر کس منطق اور دلیل سے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور جب دنیا بھر کے مسلمان متفقہ طور پر قادیانیوں کو ملت اسلامیہ سے الگ ایک جداگانہ مذہب قرار دے کر اس مذہب سے لاتعلقی اور برأت کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے مؤقف کو غلط قرار دینے اور قادیانیوں کو بہر صورت مسلمان فرقہ تسلیم کرانے کی مہم کا کیا جواز ہے؟

ان معروضی حقائق سے قطع نظر قادیانی گروہ اس سال دنیا بھر میں صد سالہ تقریبات میں مگن ہے اور اس کے راہنماؤں کو یہ امید ہے کہ وہ اسی سال پاکستان میں اپنے خلاف پارلیمنٹ کے دستوری فیصلے کو تبدیل کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پس منظر میں دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے مسلمان ملک انڈونیشیاء کے دارالحکومت جکارتہ کے صدارتی محل کے باہر ہزاروں مسلمانوں کا مظاہرہ اور ان کی طرف سے قادیانیوں پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ ایک اچھی خبر ہے۔ جسے اس سلسلہ میں مسلمانوں کی بیداری کی علامت قرار دیا جا سکتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل تک انڈونیشیاء میں قادیانیوں کا مضبوط نیٹ ورک موجود تھا۔ قومی سیاست میں ان کا مؤثر کردار تھا اور پارلیمنٹ میں انہیں نمائندگی بھی حاصل تھی۔ حتیٰ کہ قادیانیوں کے سابق سربراہ مرزا طاہر احمد نے چند

سال قبل انڈونیشیا کی پارلیمنٹ سے خطاب بھی کیا تھا اور قادیانی یہ توقع کئے ہوئے تھے کہ شاید وہ انڈونیشیا جیسے مسلم ملک میں اقتدار تک مؤثر رسائی حاصل کرسکیں گے۔ لیکن ان کی سرگرمیوں پر پابندی کے عوامی مطالبہ اور اس کے لئے ہزاروں مسلمانوں کے پرجوش مظاہرہ سے محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مسلمان ملک میں بھی قادیانیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں بیداری پیدا ہورہی ہے۔ جو خوش آئند ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے ادارے اور جماعتیں بھی متحرک ہوں اور انڈونیشیا کی تحریک ختم نبوت کو سپورٹ مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں دستوری اور قانونی فیصلوں کو تبدیل کرانے کی درپردہ مہم پر نظر رکھیں تاکہ قادیانی گروہ مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ اور تحریک ختم نبوت کی کامیابیوں پر شب خون مارنے کی کسی کوشش کو پروان نہ چڑھا سکے۔

سرگودھا میں تحفظ ناموس رسالت ریلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا اور شبان ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام ایک ''تحفظ ناموس رسالتؐ موٹر سائیکل ریلی'' کا اہتمام کیا گیا۔ ریلی کی تیاریاں کئی دن پہلے عالمی مجلس اور شبان ختم نبوت کے قائدین اور کارکنوں نے شروع کررکھی تھیں۔ ریلی ۲۳ مارچ بروز اتوار صبح ۹ بجے دفتر ختم نبوت سے شروع ہوئی۔ فاطمہ جناح روڈ، قینچی موڑ، یونیورسٹی روڈ، خوشاب روڈ، سٹی روڈ، نوری گیٹ، فیصل بازار، چوک بلاک ۱۲، صدیق اکبر چوک، لیاقت مارکیٹ اور گول چوک سے گزرتی ہوئی کچہری بازار چوک میں اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی میں تقریباً ایک ہزار سے زائد موٹر سائیکل سوار، گاڑی سوار اور رکشہ سوار نے شرکت کی۔ زیادہ تعداد سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس کے طلباء کی تھی۔ تاجر غرض ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ ریلی کے شرکاء نے کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے۔ جن میں گستاخانہ خاکے شائع کرنے والوں کے خلاف نعرے درج تھے۔ شرکاء نے ڈنمارک کے خلاف زبردست نعرے بازی کی۔ شرکاء ریلی پر مختلف جگہوں پر پھولوں کی پتیاں بھی نچھاور کی گئیں۔ مولانا اکرم طوفانی ڈپٹی سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا نور محمد ہزاروی امیر عالمی مجلس ضلع سرگودھا، مولانا محمد رضوان جنرل سیکرٹری عالمی مجلس ضلع سرگودھا، قاری عبدالوحید صدر ایجوکیشنل ونگ، قاری احمد علی ندیم، مولانا اکرم عابد، مفتی عبدالعزیز اور عاصم اشتیاق سٹی صدر شبان ختم نبوت سمیت کئی افراد سے خطاب کیا۔

احتجاجی مظاہرہ گمبٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے توہین آمیز خاکوں اور فلم کے خلاف گمبٹ میں ایک بہت بڑا احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ مظاہرین ۵ ربیع الاوّل جمعۃ المبارک کے بعد فاروق اعظم چوک سے احتجاج کرتے ہوئے پریس کلب پہنچے۔ وہاں مقررین مولانا فیاض مدنی، جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا رمضان پھلپوٹو، حضرت مولانا نعمت اللہ شیخ، مولانا حبیب اللہ شیخ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے خطاب کیا۔ آخر میں ٹیلی نار کی سموں کو جلادیا گیا۔ حضرت مولانا رمضان صاحب کی دعاء پر مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔

قادیانی شرارتیں!

مولانا محمد علی صدیقی

جب بھی ملک میں کوئی حکومتی تبدیلی ہوتی ہے۔ قادیانیت کی باسی کڑی میں ابال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی حکومت اگر جاتی ہے اور اس نے قادیانیوں کو آئین کا پابند بنانے کی کوشش کی ہوتی ہے تو قادیانی اس کو اپنی جماعت یا نام نہاد خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ قرار دیتی ہے اور جب نئی حکومت آتی ہے اس کو اپنے آنے اور حمایت کا نتیجہ قرار دیتی ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ موجودہ حکومت ہمارے تعاون سے برسر اقتدار آئی ہے اور اب آنے کے فوراً بعد ہمارے بارے میں جو قانون موجود ہیں۔ ان کو فوری طور پر ختم کر دیا جائے گا اور اس کے بعد سرعام ایسی شرارتیں کرنی شروع کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

اسی طرح کے چند واقعات ماہ مارچ میں ملک میں ہوئے۔ اس لئے کہ نئی حکومت ماہ مارچ میں برسر اقتدار آئی تھی۔ سب سے پہلے کنری سندھ کے ایک کالونی میں قادیانیوں نے سرعام اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں تعمیر کرانی چاہی۔ اس کام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے احباب آڑے آئے اور علاقہ کے مشہور و معروف گدی نشین سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیر ایوب جان سرہندی اس فتنہ کے خلاف دیوار بن گئے۔ ابھی یہ کام رکا ہی تھا کہ نبی سر کنری کے قریب ہی ایک شہر ہے۔ وہاں پر قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی شرارت شروع کی۔ حالانکہ ایک سال قبل پہلے بھی یہاں کے قادیانیوں نے اس عبادت گاہ کی تعمیر کرنا چاہی تھی۔ جس کو انتظامیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب کی درخواست پر رکوا دیا تھا۔ اب پھر قادیانیوں نے شرارت کی اور رات کی تاریکی میں تعمیر کا سامان منگوا کر اس کو راتوں رات تعمیر کرنا چاہا۔ لیکن الحمد للہ! مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب کے بروقت اقدام پر اس کام میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور قادیانی اپنی عبادت گاہ تعمیر نہ کر سکے۔ اسی طرح کا ایک اور سنگین واقعہ چناب نگر میں ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے بتایا کہ ہم نے ۲۸ رمارچ بروز جمعہ کو محمد یہ مسجد ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں سالانہ سیرت النبی کانفرنس رکھی ہوئی تھی۔ جو ۳۲ سال سے چلی آرہی تھی۔ لیکن اچانک اس دن قادیانیوں نے چناب نگر کے اقصیٰ چوک میں کانفرنس میں شریک ہونے والے ساتھیوں کو روکا اور بلکہ ان سے انتہائی بدتمیزی کی۔ مولانا غلام مصطفیٰ کے بقول روکنے والوں نے بظاہر پولیس کی وردی پہنی ہوئی تھی اور اب جب ایک طویل عرصہ سے کانفرنس ہوتی چلی آرہی۔ قادیانیوں کو روکنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ اس پر حالات نازک ہوئے تو مولانا غلام مصطفیٰ کا حسن تدبر تھا کہ حالات کو کنٹرول میں رکھا۔ ورنہ محمد یہ مسجد کی اس کانفرنس کے لئے احباب آرہے تھے اور جیسے ان کو علم ہوتا ان میں بے چینی پائے جانا فطری عمل تھا۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب نے حالات کو کنٹرول میں رکھا۔ اب موجودہ حکومت اس مسئلہ میں کیا قدم اٹھاتی ہے۔ ہمارا حکومت سے اور خصوصاً وزیراعظم پاکستان سید محمد یوسف رضا گیلانی سے مطالبہ ہے کہ اس مسئلہ کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور لینا بھی چاہئے۔ اس لئے کہ وزیراعظم کے محبوب قائد ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس ملتان

۱۱راپریل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد ختم نبوت میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا عزیزالرحمان جالندھری نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون اور امتناع قادیانیت ایکٹ کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ڈنمارک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور ہالینڈ میں قرآن پاک کی توہین پرمبنی فلم کے اجراء اور ملک بھر میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات کی آڑ میں اور مقامی اقلیتوں کی طرف سے توہین آمیز کلمات اشتعال انگیزی کا باعث ہیں۔ یہود ونصاریٰ اوران کے گماشتے اس قسم کی حرکات کرکے مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول کا جذبہ سرد کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان اپنی جان پرکھیل کرناموس رسالت کا تحفظ عین نجات سمجھتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلالپوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہود ونصاریٰ کی ہر دور میں کوشش رہی ہے کہ امت مسلمہ کا رشتہ رسول اکرم ﷺ سے منقطع کردیا جائے۔ تقریباً ایک صدی قبل مرزا غلام احمد قادیانی کو اسی مشن کے لئے کھڑا کیا گیا۔ لیکن علماء امت نے اس کے دجل وفریب کا پرچہ چاک کرکے اس کے کفر کو پوری دنیا میں ننگا کردیا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ کی قربانی پیش کرکے بتلایا کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہزاروں مسلمان قربان کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن دشمن رسول کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاسکتا۔

مجلس علماء اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی نے بنگلہ دیش کورٹ کے فیصلہ جس میں قادیانی کتب اور لٹریچر پر پابندی عائد کی ہے کا خیرمقدم کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانی کتب گستاخی رسالت پرمبنی ہیں پر پابندی عائد کرکے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو غیرقانونی قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ۵۷ اسلامی ممالک کے مسلمان حکمران عوامی جذبات واحساسات کی ترجمانی کی بجائے امریکہ کی تابعداری میں مصروف ہیں اور امریکی حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دین دار مسلم عوام کو دہشت گردی کے نام پر قتل وغارت گری اور ناقابل برداشت تشدد کرکے امریکی آلہ کار کا کردار ادا کررہے ہیں۔

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا افتخار احمد حقانی نے کہا کہ توہین آمیز خاکے ملعون رشدی اور تسلیمہ نسرین کی حوصلہ افزائی کا تسلسل ہیں اور ان کے ذریعہ غیرت مسلم کو للکارا جارہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ لاہور اور کراچی کے واقعات، ڈاکٹر عبدالقدیر خان، سانحہ لال مسجد سمیت اہم واقعات کی پشت پر قادیانی سازشیں کارفرما ہیں۔ کیونکہ قادیانی گروہ کا الہامی عقیدہ اکھنڈ بھارت کا ہے۔ جسے وہ عملی جامہ

پہنانے کے لئے یہ حرکات کر رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے گی۔ کانفرنس سے مولانا ارشاد احمد کبیر والا، خواجہ عبدالماجد صدیقی، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا ظفر احمد قاسم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاضی احسان احمد، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد طیب، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا سید عبدالوہاب شاہ، مولانا راشد مدنی نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

- ...... یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈنمارک، ہالینڈ اور گستاخ ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں اور مذکورہ بالا ممالک کے سفراء کو ملک بدر کیا جائے۔
- ...... ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو رہا کیا جائے۔
- ...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی کر کے قادیانیوں کی خلاف قانون سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔
- ...... ملک میں امن وامان برقرار رکھتے ہوئے شہریوں کی عزت وآبرو کا تحفظ کیا جائے۔
- ...... قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کی نئی باڈی کی تشکیل

۲۲ر مارچ ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد کبیر نزد ریلوے اسٹیشن نواب شاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی کی نگرانی میں ضلع نواب شاہ کے انتخاب ہوئے۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نئی باڈی تشکیل دی گئی۔ جس کی صدارت حضرت مولانا عبدالسلام بروہی نے کی۔ جس میں نواب شاہ کے تمام علماء اور خطباء حضرات کے مشورے سے سرپرست مولانا محمد ارشد مدنی، امیر مولانا مفتی محمد یونس، نائب امیر مولانا سراج الدین میمن، جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرشید شیخ، پریس ترجمان عزیز احمد حیدری، ناظم تبلیغ مولانا محمد امجد مدنی، خازن قاری محمد تصور، ناظم دفتر مولوی جان محمد سولنگی کو آئندہ تین سالوں کے لئے منتخب کیا گیا اور اجلاس میں ۳۰ر مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے جامع کبیر مسجد اسٹیشن روڈ نواب شاہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت ﷺ ریلی کے انعقاد کا اعلان بھی کیا گیا اور اس ریلی میں تمام مسلمانوں کو بھرپور طریقے سے شرکت کی دعوت دی گئی۔

اس موقع پر مفتی عبدالکریم لغاری، حافظ احمد زکریا، مولانا صفی اللہ کورائی، قاری محمد حنیف عثمانی، مفتی عبدالرؤف قریشی، مولانا محمد انیس، مولانا محمد یاسین، قاری غلام سرور، جعفر آزاد، قاری عبداللہ بروہی، بابر شاہ، قاری عبداللہ فیض، مولانا محمود الحسن جوگی، طارق بھائی اور کافی تعداد میں علماء کرام خطباء حضرات اور کارکنان بھی موجود تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کی عاملہ کا اجلاس

۷راپریل ۲۰۰۸ء بروز پیر بعد نماز عشاء مدرسہ دارالعلوم تفہیم القرآن متصل جامع مسجد عیدگاہ نواب شاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کے امیر مفتی محمد یونس کی صدارت میں عاملہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کے تمام عہدیداران نے شرکت کی۔ جس میں ختم نبوت کے کام کو ضلع بھر میں فعال بنانے کے لئے غور وفکر کیا گیا۔ اجلاس میں ضلعی امیر اور ضلعی عہدیداران نے ہالینڈ، ڈنمارک کی طرف سے توہین آمیز فلم اور گستاخانہ خاکوں کے خلاف سخت الفاظوں میں مذمت کی گئی۔ اجلاس سے مفتی یونس خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہالینڈ اور ڈنمارک سے معاشی اور ملکی سطح پر ہر قسم کا بائیکاٹ کا اعلان کرے اور ہالینڈ کے سفیر کو پاکستان کی سرزمین سے بدر کیا جائے اور آزادی اظہار پر مذاہب کی توہین کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امیر صاحب نے کہا کہ ضلع نواب شاہ اور ضلع کے تحصیل اور گوٹھوں کے اندر قادیانیت کی تبلیغ پر ضلعی انتظامیہ فوری نوٹس لے کر پابندی لگائے۔ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ضلع نواب شاہ کے تحصیلوں میں ختم نبوت کے کام کو مزید فعال بنانے کے لئے ختم نبوت کی باڈی لگائی جائے۔ اجلاس میں مفتی عبدالکریم لغاری، ختم نبوت نواب شاہ کے ناظم عمومی مولانا عبدالرشید، مولانا محمد انیس، مولانا محمد امجد مدنی، ضلعی ترجمان عزیز احمد حیدری، مولانا محمود الحسن جوگی، قاری محمد تصور، مولانا نیاز اللہ مستوئی، مولانا ثناء اللہ بروہی سمیت کافی تعداد میں ارکان ختم نبوت ضلع نواب شاہ نے شرکت کی۔

مولانا غلام مصطفیٰ کی تبلیغی سرگرمیاں

جامع مسجد حضرت علیؓ موضع گلوتراں والا کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ختم نبوت کے عنوان پر مولانا غلام مصطفےٰ نے تفصیلی خطاب کیا اور عوام الناس کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کیا۔ اسی طرح جامع مسجد موضع جودھ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور ساتھ ہی قادیانیوں کے دجل وفریب ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دی۔ وہاں پر موجود تین قادیانیوں محمد اعظم، محمد آصف اور محمد صفدر نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ علاقہ بھر سے آئے ہوئے مسلمانوں نے ان نومسلموں کو مبارک باد پیش کی اور جماعت کی خدمات کو سراہا۔ اسی طرح جامع مسجد تقویٰ چھنی قریشیاں، جامع مسجد بورے شریف کے سالانہ جلسوں سے خطاب، ضلع خوشاب کے جماعتی رفقاء سے ملاقاتیں اور شہر کی مختلف مساجد میں بیانات ہوئے۔ جوہرآباد کے علماء کرام کو خوشاب میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی اور شہر کی متعدد مساجد میں درس اور بیانات ہوئے۔ فیصل آباد کا تبلیغی دورہ، علماء کرام اور عوام الناس کو فیصل آباد میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور انداز میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ جامع مسجد طلحہ منڈی بہاؤالدین میں سالانہ جلسہ کے موقع پر ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی خطاب کیا۔ چنیوٹ میں جامع مسجد اقصیٰ نزد عیدگاہ جھنگ روڈ اور شاہی جامع مسجد میں خطاب، علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

احوال ومناقب مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہم: مرتب: جناب محمد نذیر رانجھا: صفحات:۱۲۰: قیمت:۵۰ روپے: ملنے کا پتہ: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی!

محترم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب چونکہ خواجہ خواجگان پیر طریقت، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے محبین میں سے ہیں۔ محبت کے نتیجہ میں جہاں دیگر حضرات علماء کے حالات پر کتابیں لکھی ہیں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم کے حالات پر بھی زیرنظر کتاب لکھی جس میں حضرت کی ابتدائی زندگی سے لے کر حضرت کے خلفاء، آپ کے فضائل ومناقب، آپ کے معمولات مبارکہ وغیرہ تک بہترین انداز میں تحریر کیا ہے۔ہم جیسے نالائقوں کے لئے یہ کتاب نہایت سبق آموز ہے۔اللہ تعالیٰ آنجناب کی جہد کو قبول فرمائیں۔آمین!

اسلام، عورت اور مذاہب عالم: مولف: مولانا مفتی عصمت اللہ: صفحات:۱۵۰: قیمت:۸۰ روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ فاروقیہ باب عمرؓ پسرور ضلع سیالکوٹ!

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک مرد (حضرت آدم علیہ السلام) کو پیدا فرمایا۔ پھر ان سے ایک عورت (حضرت حوا علیہا السلام) کو۔ پھر ان دونوں سے مردوں اور عورتوں کا سلسلہ کثیر تعداد میں چلایا اور ان سب کو زندگی گزارنے کا طور وطریقہ بتلایا۔ مردوں کو قوی اور عورتوں کو صنف نازک بنایا۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں میں عورتوں کے لئے الگ الگ حیثیات کا تعین ہونے لگا اور عورتوں کو نفرت وکراہت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور مختلف رنگ میں ان پر فقرے کسے جانے لگے۔ حتیٰ کہ بعض نے تو یہ بھی کہا کہ یہ انسان نہیں جانور ہے اور کسی نے محض باندی اور نوکرانی قرار دیا۔ دور حاضر کے روشن خیال لوگوں نے اپنی عقل کو ترقی دیتے ہوئے خواہشات نفسانی پر عمل کرتے ہوئے شیطان سے سبق سیکھتے ہوئے اور حقوق نسواں کا علم اٹھاتے ہوئے عورتوں کو بازاروں، سڑکوں، دفتروں، کارخانوں، ملوں اور نمائشی ڈبوں پر لاکر کھڑا کر دیا۔

زیرنظر کتاب میں ان سب باتوں کی تردید کی گئی اور اسلام نے عورت کو جو مقام بحیثیت ماں، بیٹی، بیوی کے دیا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور مذاہب باطلہ کا جائزہ لیتے ہوئے عورتوں کی عفت وعصمت اور ان کے لئے حق وراثت اور حق مہر کو بیان کیا گیا ہے۔ ہر لحاظ سے یہ کتاب مفید خاص وعام ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو دارین میں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائیں۔آمین!

افتاء اور اصول افتاء: مصنف: حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان: صفحات:۱۶۵: قیمت درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ المفتی جامعہ فتاح العلوم، نوشہرہ سانسی روڈ، گوجرانوالہ!

دینی ذمہ داریوں میں سے سب سے نازک اور حساس ترین افتاء کی ذمہ داری ہے۔ اسی لئے عہد قدیم

میں آئمہ حضرات اور فقہاء کرام فتویٰ نویسی سے گریز فرمایا کرتے تھے۔ ہاں! مسئلہ مستنبط کرنے و سمجھنے کے لئے اصول وضع فرمادیئے۔ مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کی حاجت بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ ہر ناقص العلم اپنے آپ کو فتویٰ دینے کا اہل سمجھنے لگا ہے جس کی وجہ سے غلط فتویٰ کا صدور اس سے ممکن ہے۔ اس لئے علماء حضرات نے اس حاجت کے پیش نظر وقت کے تقاضہ کے مطابق افتاء واصول افتاء پر چھوٹی بڑی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ تاکہ مفتی خود بھی غلطی سے بچ سکے اور مستفتی کو بھی غلطی میں واقع ہونے سے بچالے۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان صاحب مدظلہ (جو محتاج تعارف نہیں) نے علماء حضرات ومفتیان کرام کی سہولت کے لئے تصنیف فرمائی ہے اور اس میں اصول وضوابط کے علاوہ اپنے طویل تجربات کی روشنی میں نہایت مفید باتیں بتائی ہیں اور اس کتاب کو تین حصوں میں منقسم کردیا ہے اور اسلام میں فتویٰ کی اہمیت، افتاء کے علمی اصول، افتاء کے عملی اوصاف اور آداب افتاء وغیرہ، تمام باتوں کا ذکر کردیا ہے۔ جس کا مطالعہ علماء حضرات، مفتیان کرام اور متخصصین فی الفقہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مصنف موصوف کی اس سعی بلیغ کو قبولیت سے نوازیں اور اہل علم کے لئے استفادہ کا باعث فرمائیں۔ آمین!

حکومت قادیانیوں کو آئین کا پابند بنائے

حکومت قادیانیوں کو آئین کا پابند بنائے۔ پی پی حکومت برسراقتدار آنے سے قادیانی ایک بار پھر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر کے آئین پاکستان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون سندھ کے مبلغین مولانا محمد علی صدیقی میرپورخاص مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد، مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی بدین، مولانا خان محمد کندھانی تھرپارکر، مولانا محمد فیاض مدنی گمبٹ مولانا محمد حسین ناصر سکھر نے ایک مشترکہ بیان کیا۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے کنری کے مضافات سردار کالونی اور نبی سر میں قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر اور اس کے ساتھ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ۲۸؍مارچ بروز جمعۃ المبارک کو سیرت النبی محمدیہ مسجد ریلوے اسٹیشن کے جلسہ میں شریک ہونے والے قافلوں کو اقصیٰ چوک پر پولیس کی وردی پہن کر روکنا اور اس کے ساتھ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب جو چناب نگر کے مبلغ ہیں ان کے ساتھ قادیانیوں کی بدتمیزی اس بات کی غمازی کر رہی ہیں کہ قادیانی ایک بار پھر ملک کے حالات خراب کرنا چاہتے ہیں اور اس کی وسیل چناب نگر کے ۳۲ سال سے چلے آنے والے جلسہ میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ چناب نگر کھلا شہر ہے کوئی قادیانی اسٹیٹ نہیں ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے حکومت پاکستان اور خصوصاً وزیر اعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے اور ان کو مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہ دے۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ حیات وخدمات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تحریک ختم نبوت کے وہ جانباز مبلغ تھے جو ۱۹۴۹ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان سے علوم اسلامیہ کی آخری ڈگری ''دورہ حدیث شریف'' سے فارغ ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے پہلے ردقادیانیت کورس میں شامل ہوئے۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے ردقادیانیت پر تربیت حاصل کی اور مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ فیصل آباد اور کراچی میں تبلیغ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے اور تین ماہ کے بعد رہائی ملی۔ ۱۹۵۳ء کی منیر انکوائری کمیشن کے دوران قادیانیوں کی کتابیں لے کر لاہور پہنچے۔ ایک سال تک کمیشن کی انکوائری جاری رہی۔ مولانا امت مسلمہ کی طرف سے نمائندگی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کے بعد کراچی میں مجلس کے مبلغ بنے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے علمی فیوض وبرکات سے متمتع ہوتے رہے۔ مولانا بنوریؒ کی علمی مجالس ومحافل میں شرکت فرماتے اور سوال وجواب کرتے اور یوں مولانا کی علمی تڑپ کو جلا ملتی۔ شیخ بنوریؒ کی محافل میں شرکت کی برکت سے علمی استعداد میں اضافہ ہوا اور کتب بینی کا چسکا نصیب ہوا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ کوئی کتاب نظر آتی تو اسے خرید کر پڑھنا شروع کردیا۔ ختم کئے بغیر نہ چھوڑا۔ بلا مبالغہ ہزاروں کتابیں پڑھیں اور سینکڑوں سے متجاوز خریدیں۔ ان کی کتب بینی کے ذوق کا مظہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری کی ہزاروں کتابیں ہیں۔ جو ان کی نظر سے گذریں جن کے حوالہ جات لگائے۔ پاکستان کا کوئی قابل ذکر شہر اور قصبہ ایسا نہیں جس میں حضرت مولانا تبلیغ کے لئے نہ گئے ہوں۔ بیرون ملک انڈونیشیا، افریقہ اور بنگلہ دیش کے سفر بھی ہوئے۔ آپ نے قادیانیوں سے بارہا مناظرے کئے اور انہیں شکست فاش دی۔ آپ قادیانیت سے متعلق انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتے تھے۔ کئی ایک مناظروں میں آپ معین مناظرہ ہوئے۔ اپنے مناظر کی زبان سے حوالہ نکلا نہیں اور مولانا نے کتاب پیش کردی۔

قادیانی مسلم کیسز

قادیانی مسلم کیسوں میں موصوف نے امت مسلمہ کی نمائندگی کی اور عدالت سے حوالہ جات کے سلسلہ میں تعاون کیا۔ چنانچہ جنوبی افریقہ کی عدالت میں مسلم وفد کے رکن رکین تھے۔ نیز وفاقی شرعی عدالت سمیت کئی ایک عدالتوں میں امت مسلمہ کی طرف سے پیروی کی۔

قائدین کے معتمد علیہ

آپ وقتاً فوقتاً مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ، ناظم تبلیغ اور نائب امیر رہے اور یوں اپنے بزرگوں شاہ جیؒ، قاضی صاحبؒ، مولانا جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کا انہیں اعتماد حاصل رہا اور آپ ان کی روایات کے امین تھے۔

مرکزی تبلیغ

مجلس میں مبلغین کی دو اقسام ہیں۔ (۱) مرکزی۔ (۲) علاقائی۔ مولانا پہلے پہل فیصل آباد، بعد ازاں

کراچی اور آخر میں مرکزی مبلغ رہے اور یوں آپ کی دعوت وتبلیغ کا حلقہ پورے ملک پر محیط رہا اور آپ مدارس عربیہ کے دورہائے تفاسیر اور وقتاً فوقتاً مدارس کی دعوت پر علماء کرام کو ردقادیانیت پر تربیت دیتے رہے اور یوں ملک بھر میں آپ کے تربیت یافتہ شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آپ ہر سال جامعہ بنوریؒ ٹاؤن میں تعلیمی سال کے آخر میں تشریف لے جاتے اور طلبہ کرام کو ختم نبوت اور ردقادیانیت پر تیاری کراتے اور پورے ملک کے مدارس کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرماتے۔

علالت: جسم بھاری بھرکم ہونے کی وجہ سے مختلف عوارض شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ کا شکار ہوگئے۔ بایں ہمہ علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ تبلیغی سفر بھی جاری رہے۔ جب ضعف میں اضافہ ہوا تو اپنے آبائی علاقہ عنایت پور تحصیل جلالپور پیر والا منتقل ہوگئے اور شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی سفارش پر آپ کا وظیفہ مجلس کی طرف سے تادم زیست جاری رہا۔ تآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ ۲۲ مئی ۲۰۰۳ء کو اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے دورہ حدیث شریف کے ساتھی اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں عوام کے علاوہ بیسیوں علماء کرام، مشائخ عظام نے شرکت کی۔ اللہ پاک آپ کی قبر کو بقعہ نور بنائیں اور خدمات جلیلہ کو قبول فرمائیں اور آپ کی اولاد کو صدقہ جاریہ بنائیں۔

نبی آخرالزمان ﷺ کا انتظار!

رحمت دوعالم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یہود مدینہ کے، انصار مدینہ کے قبائل اوس اور خزرج کے ساتھ کسی مسئلہ میں تنازعہ ہوجاتا تو یہود انصار کو دھمکی دیا کرتے تھے کہ جب نبی آخرالزمان ﷺ تشریف لے آئیں گے تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ مل کر تمہارے ساتھ قتال کریں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’ولما جاء هم كتاب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين (البقرہ:۸۹)‘‘ ﴿جب ان کے پاس وہ کتاب آئی جو اس کی تصدیق کرتی تھی جو ان کے پاس ہے اور وہ اس سے پہلے فتح کی دعاء کیا کرتے تھے۔ کافروں پر تو جب آئی ان کے پاس وہ چیز جس کو وہ پہچانتے تھے تو اس کے ساتھ کفر کیا۔ پس لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی کافروں پر۔﴾

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے یہودی یہ دعاء کیا کرتے تھے۔ ’’اللهم انصرنا عليهم بالنبي المبعوث في آخر الزمان (تفسیر جلالین ص۱۹)‘‘ ﴿اے اللہ ہماری مدد فرما ان پر اس نبی کی برکت سے جس کو آخری زمانہ میں بھیجا جائے گا۔﴾ اور حضور ﷺ کا ساتھ دینے کی نیت سے شام سے ہجرت کر کے یہودی مدینہ طیبہ آتے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ سرور دوعالم ﷺ کا ہجرت گاہ کا شرف مدینہ طیبہ کو نصیب ہوگا۔ لیکن حسد کی وجہ سے حضور ﷺ پر ایمان نہیں لائے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیل میں تشریف لائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ تبھی تو آپ ﷺ کو نبی آخرالزمان کہا کرتے تھے۔

تم حُسینی سلسلے کے شاہ تھے سردار تھے

ظفر اقبال ظَفَر ایڈووکیٹ
شجاع آباد

ہے عجب رنج فراقِ حضرت شاہِ نفیسؒ
لے گئے دل میں چھپا کر سب سے غم ہائے انیسؒ

تم حُسینی سلسلے کے شاہ تھے سردار تھے
اور پھر ختمِ نبوت کے علمبردار تھے

تم تھے اک روشن چراغِ خانقاہِ شرع و دیں
تم طریقت کی جبیں پر تھے عجب نقش حسیں

ختم تھے تم پر ہُنر کے قاعدے فن کے اصول
ہاتھ سے کھلتے تھے غنچے بات سے جھڑتے تھے پھول

تم سے توقیرِ قلم تھی تم سے تھا خط کا جمال
تم تھے خطّاطین میں اپنی نفاست کی مثال

اب وہ اسلوبِ فنِ تحریر تم جیسا کہاں
تم سے تھا ممتاز گویا خوشنویسی کا جہاں

کون لکھے گا تمہاری مثل آیاتِ حسیں
اب کسی دستِ نفاست میں وہ یکتائی نہیں

تم کہ تھے اُک باوضو طرزِ تکلّم کے امام
ہو گیا محروم گویا اک دبستانِ کلام

تم نے اقدارِ ادب کا خاص رکھا تھا بھرم
عمر بھر کرتے رہے حُسنِ روایت کو رقم

حمد و نعت و منقبت کو دی نئی طرزِ سُخن
تم نے لوٹایا غزل کو سادگی کا بانکپن

تم کہ تھے تمثیلِ فیضِ صحبتِ عشقِ ازل
تم رہے بن کر مثالِ قول و کردار و عمل

ارتقائے فکر کے رستوں کے سچے رہنما
تم تھے عرفان و حقیقت کے کرامت آشنا

حرف ریزوں سے دعا کا عطر مہکائے ظَفَر
بارشِ انوار ہو دائم تمہاری قبر پر

فرما گئے یہ ہادیؐ

لانبی بعدی

قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں (علامہ اقبالؒ)

سالانہ ختم نبوۃ کانفرنس

زیر صدارت
حضرت مولانا
عبدالغفور صاحب

زیر نگرانی
صاحبزادہ مولانا حضرت
عزیز احمد صاحب

29 مئی بروز جمعرات بمقام جامع مسجد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے ختم نبوت روڈ ٹیکسلا شہر

شاہین ختم نبوۃ
حضرت مولانا
علامہ اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما

قطب الاقطاب مخدوم المشائخ خواجہ خواجگان
خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا عبدالکریم ندیم صاحب
خان پور

حضرت مولانا
صاحبزادہ خلیل احمد خان صاحب
خانقاہ سراجیہ کندیاں

حضرت مولانا
محمد اکرم طوفانی صاحب

پیر طریقت الحاج
سید رضوان بادشاہ صاحب
اٹک

حضرت مولانا مفتی
رضوان صاحب
فاروقی

حضرت قاری
اخلاق احمد مدنی صاحب
اسلام آباد

قاری
الٰہی بخش صاحب

نعت رسول مقبولؐ
حافظ محمد شریف صاحب

بلبل ریاض رسولؐ
جناب قمر برادران
چکوال

ثناخوان مصطفیؐ
قاری مصباح الاسلام صاحب
ٹیکسلا

جناب
طاہر بلال چشتی صاحب

حکیم
محمد اسعد صاحب
ٹیکسلا

مولانا طیب فاروقی صاحب

مولانا محمد اسحاق صاحب

مولانا محمد حق نواز صاحب

جبیب الرحمان صاحب

خطیب الرحمان صاحب

مولانا حسیب الرحمان صاحب

قاری عبید الھادی صاحب

الداعی الی الخیر
قاری محمد زکریا عفی عنہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ٹیکسلا شہر

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ

کی دعاء وتوجہ سے رفقاء مجلس کا انٹرنیٹ کی دنیا میں ایک نیا قدم!

قارئین ''لولاک'' اب لولاک لائبریری مفت بنا سکتے ہیں جو قارئین کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں

www.laulak.info

پر تشریف لائیں (یعنی visit کریں)

اور ۱۴۱۸ھ......تا......ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ کے جملہ ماہنامہ لولاک اپنے کمپیوٹر میں مفت محفوظ

(Down load) کریں۔

ملکی حالات تا ایں دم

کاروانِ ختم نبوت کی سرگرمیاں تا ایں دم

اکابر رحمہم اللہ کے نایاب مقالات، مضامین، خطبات وخدمات

یاد رفتگان، بکھرے موتی اور بہت کچھ بالکل مفت

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را......

ایک مرتبہ اپنے کمپیوٹر میں محفوظ کرنے کے بعد آپ اسے CD میں ہمیشہ کے لیے محفوظ بھی کر سکتے ہیں۔

اگر آپ کو کوئی دشواری ہو تو مندرجہ ذیل پتے پر E.mail کریں۔

ameer@khatm-e-nubuwwat.com
www.amtkn.com www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info www.laulak.info

قیمت سالانہ/100 روپے
قیمت فی شمارہ/10 روپے